چنگیز خان

ایس محمد آصف بی اے

چنگیز خان

کی

داستانِ حیات

مصنفہ

روسی پروفیسر ولادی مِرتسوف

ترجمہ

ایس۔ محمد آصف۔ بی۔ اے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

طبع اوّل ۱۹۴۳ء

تعارف مترجم

نام ۔ ایس محمد آصف

تعلیم ۔ بی ۔ اے

پیدائش ۔ پنجاب ۱۹۱۲ء

شغل ۔ صحافت نگاری

موجودہ پتہ :۔ انجمن اشاعت اسلام برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

ناشرین

عالمگیر بک ڈپو سید مٹھا بازار لاہور

فہرستِ مضامین

باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر پبلشر عالمگیر الیکٹرک پریس سید مٹھا بازار لاہور میں چھپ کر شائع ہوا۔

"وہ ایک پُر اسرار شخصیت تھی۔ جس میں ایک خون کے پیاسے، مطلق العنان اور فوق البشر جنگجو کے کرداروں کی آمیزش تھی۔ اس کے پیکر میں بیک وقت ایک تخریب خواہ وحشی اور ایک تعمیر پسند رجلِ عظیم کی روحیں جمع تھیں۔ وہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والا، صاحبِ کردار، خانہ بدوش حکمران تھا۔ اس نے اخیر وقت تک اپنے آپ کو خون کا پیاسا اور قاتل ثابت نہیں کیا۔"

(ولادی مرتسوف)

پہلا باب

چنگیز خاں کی پیدائش اور بچپن

۱۱۵۵ء میں دریائے اونان کے کنارے یسوکا ی بہادر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو پیدائش کے وقت دائیں ہاتھ میں خون کا ننھا سا تھامے تھا۔ یہی بچہ بعد کو دنیا میں چنگیز خاں کے نام سے مشہور ہوا۔ چنگیز خاں کا والد مغلوں کے قبیلہ بورجبین سے تھا۔

چنگیز خاں کے والد کے متعلق ہمارے ماخذوں میں مختلف روایات ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ صرف دس سپاہیوں کا امیر تھا۔ اور دوسروں کے خیال میں وہ تمام مغل قبیلوں کا سردار تھا۔ اور مشاہیر کی "خفیہ تاریخ" جس کے واقعات بعید از قیاس نہیں ہیں اور دوسرے ماخذ جس کی تصدیق بھی کرتے ہیں یسوکا ی بہادر کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ایک ممتاز سردار تھا۔ اس کے بھائی اس کی چراگاہوں کو استعمال کرتے تھے۔ اور اس کی سرداری کو تسلیم کرتے تھے۔ اس کے ہاں غلام بھی تھے اور عوام اس کی رعایا تھے۔ اور بعض قبائل اس کی اطاعت بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تاخت اور حملوں کے وقت وہ کافی تعداد میں لوگوں کو جمع کر لیتا۔ شریف خاندان سے تھا۔ اس لئے سورما اور جنگ آزمودہ سپاہی تھا۔ اپنے نام کی للاج بھی خوب رکھتا تھا۔ اور یہ خصائص اس علاقہ میں اس کے اثر اور نفوذ کا باعث تھیں۔

اپنے بھائیوں کی مدد سے یسوکا می بہادر نے مرکیت قبیلہ کے ایک فرد پر غلبہ حاصل کیا - جو اپنی منگیتر اولون کو گھر لئے جا رہا تھا - اولون کو اس نے خاص اور ممتاز بیوی بنایا - جو بعد میں ملکہ اولون کے نام سے مشہور ہوئی - یہ بچہ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اسی بیوی کے بطن سے تھا -

چنگیز جب پیدا ہوا تو اس وقت یسوکا می بہادر ایک مہم سے فارغ ہو کر گھر لوٹ رہا تھا - یہ مہم تاتاریوں کے خلاف تھی - جن کے خلاف اسے اپنے اعزا و اقربا کی حمایت میں اکثر نبرد آزما ہونا پڑتا تھا اس دفعہ مغل یورش کامیاب رہی تھی - اور وہ اپنے ہمراہ دو تاتاری جنگی قیدیوں کو لایا جن میں سے بڑے کا نام تموجن تھا - ترکوں اور مغلوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کا نام ان کی پیدائش سے متعلقہ واقعات پر رکھتے تھے - اس لئے اس نے اپنے بیٹے کا نام تموجن رکھا - اس کے بعد بھی اسی بیوی کے بطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی - اور دوسری بیوی کے بطن سے بکتر اور ملگوتی دو لڑکے پیدا ہوئے -

جب تموجن نو سال کا ہوا - تو والد کو بچے کے لئے بیوی کی تلاش ہوئی - مغلوں کے قبائلی دستور العمل کے مطابق ازدواجِ خارجی کا رواج تھا - یعنی ایک قبیلہ کے لوگ کسی ایسے قبیلہ میں شادیاں کرتے تھے - جو رشتہ میں ان کے قریب نہ ہو - چونکہ جنگیں اور یورشیں عام تھیں - اس لئے شادی کے قابل لڑکیوں کو اغوا بھی کر لیا جاتا تھا - جیسا کہ خود چنگیز خاں کے والد نے کیا - اس کے علاوہ قبائل ایک دوسرے سے معاہدہ کر لیتے تھے - کہ وہ عورتوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ کریں گے - دو قبیلوں کے افراد جو یہ مذکورہ معاہدہ کرتے انہیں "کودا" کہا جاتا -

جب یسوکا می بہادر کو اپنے بچے کی شادی کا خیال ہوا تو وہ اپنی بیوی کے اقربا کے پاس گیا - جو قبیلہ "الکونت" سے تھے - اس قبیلہ کو مغل بوریجن قبیلہ میں لڑکیاں دینے سے کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ مغل قبیلوں سے ان کے ازدواجی تعلقات چلے آتے تھے -

اتفاق سے رستہ میں اس کی ملاقات "الکونت" کے ایک شخص دائی شین سے ہوئی - جب دائی شین کو یسوکا می بہادر کی اس غرض کا علم ہوا - تو اس نے یسوکا می بہادر کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی - اور اپنی حسین بیٹی بورتہ کا رشتہ پیش کیا - یسوکا می بہادر نے اسے قبول کیا اور تموجن کے ساتھ

لڑکی دیکھنے کے لئے دائی شیین کے ہاں گیا۔ بورتہ کی عمر اس وقت ۱۰ سال تھی یعنی ایک سال تموجن سے بڑی تھی۔ لڑکی دیکھ کر یسوکامی بہادر خوش ہوا۔ اور دوسرے ہی دن اپنے بیٹے تموجن کی طرف سے شادی کی درخواست کر دی۔ درخواست منظور کر لی گئی۔ یسوکامی بہادر نے اپنا بہا گھوڑا دائی شیین کو پیش کیا۔ اور تموجن کو آئندہ داماد کے طور پر وہیں چھوڑ آیا۔ مغل دستور کے مطابق اس بات نے یسوکامی بہادر کے فیصلہ کو پختہ کر دیا۔

لیکن تموجن اپنے آئندہ سسرال کے ہاں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا۔ ناگہاں ایک واقعہ ایسا پیش آیا۔ جس نے تموجن کو سسرال کا گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

چنگیز کا والد جب گھر لوٹ رہا تھا تو رستہ میں اسے چند تاتاری ملے۔ جو ایک دعوت پر جمع تھے۔ اپنے آپ کو تازہ دم کرنے کے لئے یا مغلوں کے دستور اور رواج کے مطابق کہ ہر راہ رو کے لئے دعوت میں شامل ہونا ضروری ہے وہ تاتاریوں کی دعوت میں شریک ہوا۔ تاتاریوں نے اسے پہچان لیا۔ دشمن کو قابو میں دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ جونہی یسوکامی بہادر نے اپنا سفر شروع کیا تو بیمار ہو گیا۔ جب گھر پہنچا تو اس نے معلوم کر لیا کہ تاتاریوں نے اسے زہر دے دیا ہے۔ اور آخری وقت آ پہنچا ہے۔ اس نے اپنے خادم منلیک کو بلایا اور تاتاریوں نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا تھا بیان کیا۔ اپنے خاندان کی محافظت اسے تفویض کی اور تموجن کو سسرال سے جلد بلوا بھیجنے کی تاکید کی اور خود راہی ملک عدم ہوا۔

منلیک اپنے آقا کا آخری حکم بجا لانے کے لئے روانہ ہوا۔ الجھنوں سے ڈرتے ہوئے اس نے تموجن کے سسر سے یسوکامی بہادر کے زہر خورانی کے واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ صرف اتنا کہا کہ باپ افسردہ خاطر ہے اور تموجن سے ملنا چاہتا ہے۔ سسر نے تموجن کو اس شرط کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ کہ وہ جلد واپس چلا آئے۔ تموجن منلیک کے ہمراہ اپنے گھر چلا آیا۔

یسوکامی بہادر کی مرگ ناگہاں کے بعد تموجن اور اس کے خاندان کے لئے مصائب اور مشکلات کا زمانہ شروع ہوا۔ جس میں انہیں انتہائی تنگدستی اور عسرت سے دوچار ہونا پڑا۔ بارہا تموجن تباہی

کے قریب پہنچا لیکن ہر دفعہ وہ حالات کے غیر متوقع تغیر کے خطرات سے محفوظ رہا۔ اس بال بال بچنے نے اس کے دماغ پر غیر معمولی اور نہایت گہرے نقوش چھوڑے۔ جوانی کے اوائل ہی سے توجن فلاکت اور بدبختی کے باوجود بہت مستعد تھا۔ وہ ہوشیار اور محتاط تھا۔ جری اور من چلا نہیں تھا۔ استقلال اور پختگی اس کی ساری زندگی کی نمایاں خصوصیت ہے۔

ان مشکلات میں بھائی بندوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یسوکامی بہادر کی مضبوط شخصیت کے صفحۂ ہستی سے ناپید ہونے نے ان کے لیے میدان صاف کر دیا ہے۔ اور ایسے مواقع پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ اپنے لیے آزادی سے کوشش کر سکیں۔ یہ لوگ اپنے فوت شدہ سردار کے خاندان کو مصائب میں چھوڑ کر نقلِ وطن کر گئے —— چنگیز کی والدہ عاقلہ اور مضبوط تھی۔ اس نے اپنی مختصر سی جمعیت کو جمع کیا۔ اور فوت شدہ خاوند کے علم کو بلند کر کے ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ ہوئی اور ایک حصّہ کو واپس لانے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس پر واضح ہو گیا کہ معاملات ناقابلِ اصلاح ہیں۔ اور یہ ایک عورت کے بس کی بات نہیں۔ خاوند مر چکا تھا۔ بچے ابھی بہت چھوٹے تھے۔ اور وہ باوجود قوی ہونے کے عورت ہونے کی وجہ سے کمزور تھی۔ رفتہ رفتہ رشتہ دار۔ وابستۂ دولت اور غلام بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ حتیٰ کہ منلیک بھی جس کے سپرد یتیم بچوں کی نگہداشت ہوئی تھی علیحدہ ہو گیا۔ اور یسوکامی بہادر کی دوسری بیوی۔ اس کے بچے اور چند خادمائیں باقی رہ گئیں۔

اس بے یار و مددگار خاندان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ اور پتلی ہو گئی کہ وہ اپنی چراگاہ میں مویشی چرانے سے عاجز تھے۔ لیکن آفرین ہے اس بیوہ عورت کی ہمت پر کہ باوجود انتہائی مصائب کے اس نے دامنِ امید ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس نے بچوں کی تربیت انتہائی غربت میں بھی مقامی طبقۂ امرا کے معیار پر کی۔ اس نے اپنے بچوں کے دماغ پر مرتسم کر دیا کہ وہ طبقۂ امرا سے ہیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ وہ موجودہ حالت سے محنت اور کوشش سے نجات پائیں۔ والدہ نے بچوں کو شوکتِ رفتہ کی داستانیں سنائیں۔ اور اپنے قبیلہ کی شاندار روایات سے واقف کیا۔ اور بتایا کہ ان کے

آباؤ اجداد کتنے بہادر اور جلیل القدر تھے۔ غرضیکہ اولون بہت ہی عقلمند عورت تھی۔ اور علم روایت سے خوب واقف تھی۔

یسوکائی بہادر کے بچے دن بھر مویشیوں کے گلے چراتے یا گڈریوں کی نگرانی کرتے۔ اپنے مرتبے اور شان سے اتر کر انہیں مچھلیاں پکڑنے اور چھوٹے شکار پر بھی گزارہ کرنا پڑا۔ اور جنگلی پیاز اور لہسن کو خود تلاش کرنے کی بھی نوبت آئی۔ شاہی طبقۂ امراء کے معیارِ حیات کے لحاظ سے یہ انتہائی بدبختی کی زندگی تھی۔ جو تصور میں آسکتی ہے۔

آخر ان مشکلات ہی میں تموجن اور اس کے بھائی جوان ہو گئے۔ تموجن بلند قامت تھا۔ آنکھوں میں چمک تھی۔ اور ہونہار تھا۔ اس کے دو بھائی قسار اور بکتر جسمانی قوت میں اس سے بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن تموجن میں ایک خوبی اور خصوصیت تھی۔ جو عمر بھر اس کا مایۂ امتیاز رہی۔ یعنی اس کے قلب میں اقتدار اور سطوت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور خصوصیت تھی۔ وہ اپنی ملکیت اور جائز حق سے محرومی ایک لمحہ کے لئے برداشت نہ کر سکتا تھا۔ انہی خصوصیات نے ایک دن اسے برادر کشی پر بھی مجبور کر دیا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تموجن عالمِ شباب میں سنگدل اور وحشی تھا ——— مثلاً ایک دن بوڑھے خادم چراغا کو قبیلے والوں نے اتنا پیٹا کہ بیچارے کو زخم آگئے۔ تموجن کو خبر ہوئی تو بیمار پرسی کے لئے گیا۔ بوڑھے خادم کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قلب میں رقت بھی تھی۔

ایک دفعہ تموجن اور اس کے حقیقی بھائی قسار کو معلوم ہوا کہ ان کے سوتیلے بھائیوں بکتر اور بلگوتی کو ان کے کئے ہوئے شکار کے کچھ حصہ پر تصرف کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ انہوں نے ماں کے پاس شکایت کی۔ لیکن ماں نے التفات نہ کیا۔ بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور اپنے بھائیوں سے ہر وقت لڑنے جھگڑنے پر تنبیہ کی۔ اور کہا۔ "ہمارے ساتھیوں

کے علاوہ ہمارا کوئی دوست نہیں اور ایک گھوڑے کی دم کے علاوہ ہمارے پاس کوئی کوڑا نہیں۔ اور اس حالت میں تم آپس میں لڑتے جھگڑتے ہو۔ کیا اسی بل بوتے پر بھائی بندوں کی گوشمالی کروگے؟" ماں کی اس ملامت کا ان پر چنداں اثر نہ ہوا۔ تموجن اور اس کے حقیقی بھائی قسار نے بکتر کے سینے اور کمر کو تیروں سے چھلنی کرکے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کے اس سنگدلانہ فعل سے ان کی ماں اولون بہت برافروختہ ہوئی۔ لیکن تموجن اس سانحہ پر ذرا بھی مضطرب اور پریشان نہ ہوا۔ تعجب کی بات ہے کہ مقتول کی والدہ اور بھائی بھی اس واقعہ سے زیادہ متاثر نہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس قبائلی عداوتوں اور یورشوں کے زمانہ میں لوگ ایسے واقعات کے عادی تھے۔ اور قاتل کو مجرم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ قبائلی ضابطہ کا ماحصل فسادی پن تھا۔ اور تمام مغل آماجگاہوں میں قانون کا فقدان تھا۔ اور تاتاری ایسے واقعات میں سب پر سبقت لے گئے تھے۔

دوسرا باب

شباب اور شادی

کچھ عرصہ بعد تموجن کی زندگی میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا۔ جس نے اس کے اندر سوچنے کا مادہ پیدا کر دیا۔ بالخصوص اپنی ذات اور تقدیر کے متعلق وہ سوچا کرتا۔ اس مذکورہ واقعہ نے اسے اس عقیدہ میں بھی پختہ کر دیا کہ اس کی ذات اور مرضی پر "لازوال فلک نیلگوں" کی مرضی حاوی ہے۔ ہمیشہ سے اس کا خیال تھا کہ وہ دیوتا جن کی پرستش کی جاتی ہے۔ ان سے بلند و برتر بھی ایک ہستی ہے۔ لیکن اس واقعہ سے یہ یقین اور پختہ ہو گیا اور اس ہستی کی غیر معمولی قوت اور مشیت کا اسے احساس پیدا ہوا۔

تائی شت قبیلہ[لے] کے سردار تارگو تائی کو جب علم ہوا کہ اس کی علیحدگی کے بعد فوت شدہ لیسوکامی بہادر کا گھرانا برباد نہیں ہوا اور بڑا لڑکا ہونہار اور فہیم ہے تو اسے خوف پیدا ہوا۔ کہ شاید یہ لڑکا قائد بن جائے۔ اور قبیلہ تائی شت کے لئے خوفناک ثابت ہو۔ تارگو تائی نے تموجن کو گرفتار کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اپنے قبیلہ کے افراد کو جمع کر کے فیصلہ کیا کہ اونون کے کیمپ پر یورش کر دی جائے۔ اچانک حملہ نے تموجن اور دیگر افرادِ خاندان کو بہت خوفزدہ کر دیا۔ ان میں ایک پریشانی پیدا ہو گئی

لے۔ اس قبیلہ کے لوگ لیسوکامی بہادر کے حلقہ بگوش تھے لیکن اس کی وفات کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

ہر ایک نے جنگل کی طرف بھاگ جانے کی کوشش کی ۔ بچوں کو ایک چٹان کے شگاف میں چھپا دیا گیا ۔ ہلگوتی نے درخت کاٹ کر گرانے شروع کئے اور ان سے کچی مورچہ بندی کر لی ۔ قسارا ایک مشاق تیر انداز تھا ۔ اس نے دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی ۔ تائی ژشت قبیلہ کے لوگوں نے کہا ہمیں کسی سے تعرض نہیں ۔ ہمیں صرف تموجن درکار ہے ۔ اسے ہمارے حوالے کر دیا جائے ۔" تموجن یہ سن کر خوف زدہ ہوا اور جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا پہاڑی جنگلات میں غائب ہو گیا ۔ حملہ آوروں کو جب اس کے فرار ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے تعاقب کیا ۔ چونکہ وہ جھاڑی میں داخل ہونے سے عاجز تھے ۔ اس لئے انہوں نے جنگل کے گرد گھیرا ڈال دیا ۔ اور راستوں پر سوار متعین کر دیئے ۔

تموجن کئی دن تک جنگل میں رہا ۔ دو دفعہ اس نے نکلنے کی کوشش کی ۔ لیکن ہر دفعہ خارق عادت واقعات نے اسے باہر نکلنے سے روک دیا ۔ جسے اس نے شگون خیال کیا ۔ اور اسے احساس ہوا کہ آسمان کی طرف سے اس کی حفاظت کی جا رہی ہے ۔ اور اسے باہر نکلنے سے روکا جا رہا ہے ۔ پہلی دفعہ جب وہ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ تو اس نے معلوم کیا کہ گھوڑے کی کاٹھی اچانک اور ناقابلِ توجیہہ طور پر زمین پر گر گئی ہے ۔ کاٹھی کے گرنے کا کوئی ظاہری قرینہ نہیں تھا ۔ کیونکہ گھوڑے کا زیر بند مضبوطی سے بندھا ہوا تھا ۔ دوسری دفعہ جب اس نے نکلنے کی کوشش کی تو ایک بڑا پتھر اس کے سامنے آ گیا اور سدِ راہ ہوا ۔

جنگل میں کئی دن رہنے کے بعد بالآخر تموجن فاقہ زدگی کے خوف سے مجبوراً باہر نکل آیا ۔ تعاقب کرنے والوں نے اسے فوراً گرفتار کر لیا ۔ اور مجرموں کی طرح اس کا پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دیا اور اسے اٹھا کر اپنے کیمپ میں لے گئے ۔ وہاں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا ۔ اور ہر روز اسے ایک خیمہ سے دوسرے خیمہ میں منتقل کر دیا جاتا ۔

موسم بہار تھا ۔ چوتھے مہینے کے چاند کی سولھویں تاریخ تھی ۔ تائی ژشت قبیلہ کے لوگوں نے دریائے اونان کے کنارے ایک محفل جمائی ۔ ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام کیا ۔ صرف ایک

لڑکے کو توجن پر نگران مقرر کیا گیا۔ توجن نے موقعہ کو غنیمت جانا۔ کاٹھ ہی سے نگران لڑکے کو مجروح کر کے بھاگ گیا۔ دریائے اونان کے جنگل سے ڈھکے ہوئے کنارے پر پہنچا اور دریا میں بے محابا کود گیا اور گردن تک پانی میں ڈوبا رہا۔

جب قبیلہ والوں کو علم ہوا کہ قیدی فرار ہو گیا ہے تو انہوں نے تلاش شروع کی۔ چاندنی رات تھی۔ اچانک سلاور قبیلہ کے ایک شخص سورگان شیرا کی اس پر نظر پڑی۔ یہ شخص تائی چُشت قبیلہ والوں کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ سورگان شیرا توجن سے یوں مخاطب ہوا:۔

"تائی چُشت قبیلہ کے لوگ تم سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ تمہاری آنکھوں سے شعلے نکلتے ہیں۔ اور تمہارے چہرہ پر نور ہے۔ یہیں چھپے رہو۔ میں انہیں مطلع نہیں کروں گا"

سورگان شیرا نے قبیلہ والوں کو ترغیب دی کہ رات کو تلاش کرنے کا چنداں فائدہ نہیں۔ صبح ہو گی تو دیکھا جائے گا۔ اور توجن کو بھی، مطلع کر دیا کہ انہوں نے تلاش کو ملتوی کر دیا ہے۔ اور اسے نصیحت کی کہ جتنی جلد ہی ہو سکتا ہے۔ جان بچا کر بھاگ جائے لیکن توجن کو علم تھا کہ جب تک پاؤں میں کاٹھ ہے بھاگنے کی صورت نہیں۔ وہ پیٹ کے بل چلتا ہوا سورگان شیرا کے خیمہ میں پہنچا۔ اسے یہاں سے مزید مدد کی توقع تھی۔ خیمہ سے دودھ بلونے کی آواز آ رہی تھی۔ اس آواز ہی سے اس نے سورگان شیرا کے خیمہ کو پہچان لیا۔ اسے علم تھا کہ سورگان شیرا کا پیشہ دودھ بلونا ہے۔ اسے ایک رات اس کے ہاں گزارنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا تھا۔ اس کی امید بر آئی۔ سورگان شیرا پہلے تو کچھ ہچکچایا۔ لیکن اس کے بیٹوں نے اس کی ہمت بندھائی۔ اور وہ توجن کو پناہ دینے پر آمادہ ہو گیا اور اسے اون سے بھرے ہوئے چھکڑے میں چھپا دیا اور کاٹھ کو توڑ کر اس کے پاؤں سے علیحدہ کر دیا۔

دوسری صبح تائی چُشت والوں نے تمام خیموں میں اسے تلاش کرنا شروع کیا اور تلاش کرتے ہوئے سورگان شیرا کے خیمہ میں بھی آئے۔ اون کے چھکڑے میں بھی تلاش کرنے لگے۔ لیکن سورگان شیرا نے کہا "اس شدت کی گرمی میں اون کے نیچے کون زندہ رہ سکتا ہے؟" اس

کے ایسا کہنے سے وہ رک گئے اور چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد سورگان شیرا نے تموجن کو مسلح کیا۔ اور زادِ راہ دے کر کہا۔ یہاں سے بھاگ جاؤ۔

تموجن عافیت سے گھر پہنچ گیا۔ اور اپنے خاندان کو لے کر "برکان کلدون" کی پہاڑی کی طرف نقل وطن کر گیا۔ یہ بورجن مغلوں کی قدیم اور خاندانی چراگاہ تھی۔ یہاں وہ جنگلی چوہوں اور گلہریوں کا شکار کر کے گزر اوقات کرنے لگے۔ یہ اس شخص کے جوانی کے مشاغل تھے جس کے سامنے عظیم الشان سلطنتیں لرزہ بر اندام ہونے کو تھیں اور جس کی خواہشات کے پورے ہونے کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔

ایک دفعہ چور آئے اور تموجن کے آٹھ گھوڑے چرا کر لے گئے۔ ایک گھوڑا بچ گیا۔ اس پر سوار ہو کر تموجن نہایت سرعت کے ساتھ چوروں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ بلگوتی اس وقت گھر میں نہیں تھا۔ شکار کے لئے باہر نکلا ہوا تھا۔ تعاقب کے بعد تموجن واپس آیا تو اسے رستہ میں ایک نوجوان ملا جو چہرہ سے شاطر معلوم ہوتا تھا۔ اس شخص نے بڑی مستعدی کے ساتھ اپنی خدمات تموجن کو پیش کیں۔ اس نوجوان کا نام بغورچی تھا۔ اور قبیلہ آرولات سے تعلق رکھتا تھا۔ رستہ میں اس نوجوان کے والد ناگوبایان سے بھی ملاقات ہوئی۔ ناگوبایان نے تموجن سے کہا۔ "تم دونوں نوجوان ہمیشہ دوست رہنا۔ اور کبھی علیحدہ نہ ہونا۔" ان دونوں نے بزرگ اور بوڑھے انسان کی وصیت کی تعمیل کی اور ساری عمر ایک دوسرے کے نہایت گہرے دوست رہے۔ بعد میں بغورچی چنگیز خاں کا جری اور ممتاز جرنیل بنا اور ایک صادق سپاہی کی طرح اس کی خدمات سر انجام دیں۔ چنگیز خاں کو بھی اس پر اعتماد کامل تھا۔ اس کی عزت کرتا تھا اور بڑے لطف و کرم سے پیش آتا تھا۔

اس مہم کا اثر تموجن پر نہایت خوشگوار ہوا۔ اس کے حوصلے بڑھ گئے اس کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوئی اور اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے اور دنیا میں اکیلا نہیں ہے۔ اب اسے اپنے سسرال کے ہاں جانے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے برادر

خورد بلگوتی کے ہمراہ دائی شین کی چراگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ دائی شین اس سے مل کر بہت ہی مسرور ہوا۔ اور حسب وعدہ اپنی بیٹی بورتہ کی شادی تموجن سے کر دی۔ اور جہیز میں اپنی بیٹی کو کالا سمور دیا۔ اس زمانہ میں تموجن اتنا غریب تھا کہ گھر میں سمور کا ہونا نعمت غیر مترقبہ تھی اور اس کا حصول ایک ناقابل فراموش واقعہ۔ اس نے فیصلہ کیا کہ سمور کو کسی خاص مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے استعمال کرے گا۔

تموجن جوان ہوا۔ تو اس وقت تک مغل قبیلہ کی شوکت اور سیاسی اہمیت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ سیاسی لحاظ سے مغلوں کے بجائے تاتاری چین کے لئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے۔ چینی لوگ اپنی قدیم روایات کے مطابق مغلوں کے خانہ بدوش قبائل کو تاتاریوں کے خلاف اکسا رہے تھے۔ اور کوشش کر رہے تھے کہ ان حریف قبیلوں کے درمیان لڑائی ہو جائے۔ طغرل خاں قرایت قبیلہ کا حکمران تھا۔ اس حکمران کو چینیوں نے ونگ کا خطاب دیا۔ اس لیے اسے ونگ خاں کہا جاتا تھا۔ قرایت قبیلہ کے لوگ چراگاہوں میں آباد تھے۔ منگولستانی زبان بولتے تھے۔ لیکن ثقافتی لحاظ سے وہ تاتاریوں سے بلند تھے۔ قبیلہ تائی شت اور دیگر مغل قبیلوں سے بھی انہیں اعلیٰ خیال کیا جاتا تھا۔ قرایت قبیلہ کے اکثر لوگ عیسائیت کے نسطوری فرقہ کے عقائد رکھتے تھے۔ اور ان کے تعلقات شمال مغربی چین کے مہذب لوگوں سے تھے ترکستان سے بھی ان کے تعلقات تھے۔ ونگ خاں کو بہت شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ جس کا وہ مستحق نہیں تھا۔ خاص کر یورپ میں اسے بہت شہرت حاصل تھی۔ جہاں اس زمانہ میں قصہ کہانیاں بہت شہرت پا جاتی تھیں۔ اور ایک جوش کے ساتھ مان بھی لی جاتی تھیں۔ یورپ میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ مشرق میں ایک پادری بادشاہ بڑی تمکنت سے ایک عیسائی قوم پر حکومت کرتا ہے۔ چنانچہ ونگ خاں ہی وہ حکمران تھا جس کے متعلق یہ قصے پھیلے ہوئے تھے۔ درحقیقت طغرل خاں ایک نہایت معمولی شخصیت تھی۔

وہ سنگدل اور دغا باز تھا۔ وہ ان تمام خصوصیات سے محروم تھا جن کا ایک خانہ بدوشوں کے حکمران میں ہونا ضروری ہے۔ انہی وجوہ سے وہ بعض دفعہ مشکلات میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ متعدد دفعہ یسوکائی بہادر نے اسے ان مشکلات سے نجات دلائی تھی۔

ونگ خاں اور فوت شدہ یسوکائی بہادر ایک دوسرے کے دوست اور منہ بولے بھائی تھے۔ تموجن چاہتا تھا کہ ونگ خاں کو یہ تعلق یاد دلائے اور اس کی اعانت سے اپنی حالت کو بہتر بنائے۔

تموجن کے حالات سازگار ہو چلے تھے۔ وہ پہلے کی طرح راندۂ درگاہ اور بے خانماں نہیں تھا۔ اب وہ اپنے آپ کو میدانوں کا ایک آزاد امیر تصوّر کر سکتا تھا۔ وہ درحقیقت عالی نسب تھا۔ ایک خاندان کا سردار تھا۔ جس میں دو تین جنگجو اور تنومند سپاہی شامل تھے۔ جیسا کہ قسار اور بلگوتی وغیرہ اور بغورچی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس کا حلقۂ بگوش تھا۔

بیوی کے ساتھ گھر کو لوٹتے ہوئے تموجن نے بلگوتی کے ذریعہ بغورچی کو بلوا بھیجا۔ بغورچی نے حکم سنتے ہی تعمیل کی اور بغیر اپنے باپ کو اطلاع کیے تموجن کے کیمپ کو روانہ ہو گیا۔ اس سے اس کے جذبۂ خلوص کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

تیسرا باب

چنگیز خاں کا عروج

اپنے بھائیوں قسارا اور بلگوتی کے ہمراہ متوجن ونگ خاں کو ملنے گیا ۔ جو ان دنوں دریائے تولہ کے کنارے خیمہ زن تھا ۔ اور ونگ خاں کو سمور کے کوٹ کی پیش کش کی ۔ ونگ خاں اپنے منہ بولے بھائی کے بیٹوں کے ساتھ بڑی مروت اور نوازش سے پیش آیا ان کے تحفہ سے بہت خوش ہوا ۔ اور متوجن سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے رشتہ داروں اور حلقہ بگوشوں کو جو اس کے باپ کی وفات پر علیحدہ ہو چکے تھے ۔۔ واپس لانے میں مدد دے گا ۔

گھر پہنچا تو ایک اور خوشخبری اس کا انتظار کر رہی تھی ۔ بوڑھا جارشوتائی لوہار اپنے بیٹے جیلمے کی پیش کش کرنے آیا ۔ اور کہنے لگا ۔ "جب تم پیدا ہوئے اس وقت میں نے تمہیں ایک پیٹی دی تھی ۔ جس کے کناروں پر سمور لگا ہوا تھا ۔ اور اپنا بیٹا جیلمے بھی پیش کیا تھا ۔ لیکن چونکہ وہ چھوٹا تھا ۔ میں نے پرورش کے لئے اسے گھر رکھا ۔ اب میں اسے پیش کرتا ہوں ۔ وہ تمہارے گھوڑے پر زین کسے گا اور تمہارے لئے دروازہ کھولے گا ۔" ان الفاظ کے ساتھ بوڑھے لوہار نے اپنا بیٹا متوجن کی نذر کیا ۔۔۔۔

یہ پیش کش اس کے لئے فائدہ مند تھی اس سے جہاں اس کے امیرانہ احساس کو تقویت ملتی تھی وہاں اسس عطیہ نے اس امر کو واقعیت کا رنگ دے دیا کہ وہ عنقریب شاہی امیر کے رتبہ کو پہنچنے والا ہے۔ اور گردوپیش کے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ طبقۂ امرا کا ایک با اثر فرد بننے والا ہے۔

اس کے معاً بعد تموجن پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اور اسے ایک شاہی امیر کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دفعہ اس کی احتیاط بزدلی اور دوں ہمتی کی حد تک پہنچ گئی۔ لیکن پھر حالات نے کچھ ایسی صورت اختیار کی کہ بالآخر منتخل اور برنا! رتموجن کامرانہ ہو مرکیت قبیلہ کے ایک گروہ نے اچانک اس کے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ تموجن کے فوت شدہ والد نے اس قبیلہ کے ایک فرد کی منگیتر کو اغوا کیا تھا۔ اور یہ لوگ اس کا انتقام لینے کے لئے آئے تھے۔ تموجن کے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ تائی شت قبیلہ کے لوگ ہیں۔ جان بچانے کے لئے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے اور تموجن بھی " برکان کلدون " کی پہاڑی کی طرف بھاگ گیا۔ اور اپنی بیوی بورتہ کو گھبراہٹ میں بغیر گھوڑے کے چھوڑ آیا۔ بورتہ اور تموجن کی سوتیلی والدہ ملگوتی کی ماں حملہ آوروں کے ہاتھ آئیں۔

کچھ عرصہ چھپے رہنے کے بعد تموجن نے اپنے آدمیوں کو حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب اسے علم ہوا۔ کہ مرکیت لوگ چلے گئے ہیں وہ پہاڑی سے نیچے اترا چھاتی پر زور سے ہاتھ مارا۔ اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ " کوہ برکان نے حرماں نصیبی میں میری مدد کی ہے۔ میں ہمیشہ اس کے نام کی قربانی دیا کروں گا۔ اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو اس قربانی کی وصیت کروں گا۔" اس کے بعد تموجن نے اپنی پیٹی کو ڈھیلا کیا اور اسے اپنی گردن کے گرد لٹکایا۔ ٹوپی اتاری اور اسے اپنے ہاتھ پر معلق کیا۔ چھاتی پر ہاتھ مارا اور نو دفعہ دوزانو ہوا۔ اور گھوڑی کے دہی کا چڑھاوا چڑھایا۔ اس زمانہ میں مغل اپنی مقدس ہستیوں کی اسی طرح پرستش کیا کرتے تھے۔ پیٹی اور ٹوپی اتار کر مقدس ہستی

کی مشیت کے سامنے مکمل عاجزی اور اطاعت کا اظہار کرتے تھے۔

مذہبی جذبہ کو خراجِ عقیدت ادا کر کے اپنے مظالم کے تدارک کے لئے روانہ ہوا۔ معاملات کو اس خوبی سے سلجھایا کہ جاموقہ اور ونگ خاں بھی مدد دینے کو تیار ہو گئے اور انہوں نے مرکیت قبیلہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ جاموقہ تموجن کے بھائی بندوں ہی سے تھا۔ وہ جاجی رت قبیلہ کا فرد تھا۔ جس کا اسطوری یا خیالی جدامجد بودن چار تموجن کے قبیلہ کا بھی جدِامجد تھا۔ جاموقہ قابل اور فعال آدمی تھا۔ عوام کثرت سے اس کے حلقہ بگوش تھے۔ جاموقہ کے حلقہ بگوش درحقیقت تموجن سے وابستہ ہونے چاہئیں تھے، کیونکہ تموجن کے والد یسوکائی بہادر نے انہیں متحد کیا تھا۔ جاموقہ اور تموجن بچپن میں ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ دریائے اونان کے کنارے برف پر کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو تحائف پیش کئے اور منہ بولے بھائی بن گئے۔ اس لئے تموجن نے اپنے اور اپنے باپ کے منہ بولے بھائی کو نہایت آسانی کے ساتھ اپنی مدد پر آمادہ کر لیا۔ اس کے علاوہ ان دونوں کو مرکیت قبیلہ کے خلاف دیرینہ شکایات بھی تھیں۔

یہ متحدہ مہم جس میں طغرل خاں اور جاموقہ نے بھی شمولیت کی نہایت کامیاب رہی۔ تموجن کی بیوی بورتہ کو رہا کر دیا گیا۔ مرکیت قبیلہ کے لوگ فاتحین کے ہاتھ میں کافی مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تین سو آدمی جنہوں نے تموجن پر اچانک حملہ کیا تھا اور کوہ برکان کا محاصرہ کیا تھا۔ موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ اور ان کی بیویاں جوازدواجی زندگی کے قابل تھیں۔ بیویاں بنائی گئیں اور بعض کو لونڈیاں بنا لیا گیا۔ تموجن کو جب اپنی بیوی مل گئی تو اس نے مرکیت قبیلہ والوں کا تعاقب چھوڑ دیا۔ بعض وجوہ سے وہ ان کا مکمل استیصال اور بیخ کنی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ تموجن کی یہ مہم خاص طور پر بہت ہی کامیاب رہی۔ کیونکہ اس کے وہ حلقہ بگوش جو جاموقہ سے وابستہ تھے اسے واپس مل گئے۔ سب سے بڑھ کر اس مہم میں تموجن کے جوہر نمایاں ہو گئے۔ اس متحدہ مہم سے متعدد قبائل سے تعلقات بھی پیدا ہو گئے۔ اس کا چرچا ہونے لگا۔ اپنے مددگاروں کا شکریہ

ادا کرتے ہوئے تموجن نے آسمان کا محافظِ اعلیٰ کے طور پر پھر ذکر کیا۔ "ونگ خاں میرا باپ ہے اور جاموقہ میرا منہ بولا بھائی ہے۔ ان کی مدد سے مجھے آسمان نے توفیق دی کہ میں اپنے مظالم کا بدلہ لے سکوں۔"

اس مذکورہ بالا مہم سے واپس لوٹ کر تموجن اور جاموقہ دریائے اونان کے کنارے خیمہ زن ہوئے۔ یہاں انہوں نے ایک دوسرے کو مالِ غنیمت سے تحائف پیش کئے۔ اور اپنے رشتۂ اتحاد کو مضبوط کیا۔ ایک درخت کے نیچے دعوت کا سامان کیا گیا۔ اور رات کو وہ اکٹھے ہوئے۔ جاموقہ کے ہاں تموجن کو متعدد قبائل کے لیڈروں اور افراد سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ قبیلہ جالائر کے مقولی نامی ایک شخص سے بھی ملاقات ہوئی۔ مقولی نے اسے مغل قبیلہ کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلائی۔ کہنے لگا۔ "اسی درخت کے نیچے مغل قبیلہ کے آخری خان کوتولا نے رقص کیا تھا۔ اور اپنے انتخاب کے موقعہ پر محفلِ نشاط قائم کی تھی۔ اس کے بعد مغل قبیلہ کی شوکت جاتی رہی۔ اور ان سے کوئی خان پیدا نہیں ہوا۔ مگر لازوال فلک نیلگوں اپنے منتخب اور برگزیدہ قبیلہ کو یوں گمنامی میں نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ یہ قبیلہ لازوال فلک نیلگوں کا صلبی وارث ہے۔ مغل قبیلہ میں ایک رجل عظیم پیدا ہوگا۔ جو اپنے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور ایک صاحب جبروت خان بنے گا اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لے گا ــــ تموجن ہی وہ موعود خان ہے۔" مقولی کے خیال میں یہ فلک لازوال کا فرمان اور مشیت تھی۔ جس کا چرچا عام تھا۔ اور مقولی کے باپ نے اس افواہ کی تصدیق بھی کی تھی۔ سب کو یقین تھا کہ فلک نیلگوں کی مدد سے تموجن خان بنے گا اور اپنے قبیلہ کے نام کو روشن کرے گا۔

قریباً ڈیڑھ سال تک جاموقہ اور تموجن اکٹھے رہے۔ اس عرصہ میں تموجن نے محسوس کر لیا کہ اس کا رستہ جاموقہ سے جدا ہے۔ رفتہ رفتہ اسے مقولی کے قول پر یقین پیدا ہو گیا۔ اور اس کی بارعب اور پر شوکت فطرت بھی اس طرف رہنمائی کر رہی تھی۔ اسے اس بات پر محکم ایمان پیدا ہو گیا۔ کہ وہ مغلوں کی عظمتِ رفتہ کے احیاء کے لئے فلک نیلگوں کی طرف سے مامور ہے اور وہ یقیناً

مغل خوانین کا جانشین بنے گا۔ اس نے محسوس کرنا شروع کر دیا کہ وہ صرف اسی وقت اپنے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ جب اس کے قابلِ اعتماد طرفدار موجود ہوں۔ جو اس کے ہاتھ میں مضبوط آلہ کار ہوں۔ اس کی اولوالعزمی تقاضہ کر رہی تھی۔ کہ وہ اپنے قبیلہ کو جمع کرے۔ اور اس کے ساتھ طبقۂ امراء کو بھی جو اس کے خیالات سے مانوس ہوں اور اس کے رجحانات کے موید ہوں۔ اپنی جوانی کے مصائب اور مشکلات کو یاد کر کے وہ ایک خانہ بدوش رئیس کی آزادی اور ثروت کی آرزو رکھتا تھا۔ وہ خوب محسوس کرتا تھا۔ کہ پیدائشی حق اور بارعب شخصیت کی وجہ سے وہ اس رتبہ کا مستحق ہے۔ جاموقہ کے رجحانات اس سے مختلف تھے اور اس نے ان رجحانات کو بھانپ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جاموقہ کا تعلق عوام سے ہے۔ جو مغل سماج کے طبقۂ ادنیٰ پر مشتمل ہیں۔ تموجن کا نقطہ نگاہ رئیسانہ تھا اور جاموقہ کا جمہوری۔! ان دونوں میں بنیادی اختلاف کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا۔ یہ بگاڑ چنداں تعجب خیز نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں یہ اختلاف رونما ہو جایا کرتا ہے۔ چنگیز خاں کی زندگی میں یہ اہم نقطۂ انقلاب کیسے واقع ہوا۔ اس کے متعلق مغلوں کی خفیہ تاریخ میں لکھا ہے :۔

"موسمِ گرما میں جب چاند کے چوتھے مہینہ کی سولھویں تاریخ تھی تموجن اور جاموقہ نے اپنی قیام گاہ کو بدلا۔ تموجن اور جاموقہ گھوڑوں پر سوار بار برداری کے چھکڑوں کے آگے آگے جا رہے تھے جاموقہ نے تموجن سے کہا۔ "آج اگر ہم پہاڑی کی ڈھلوان پر قیام کریں تو وہ لوگ، جو گھوڑوں کی رکھوالی کرتے ہیں خیمے میسر آ جائیں گے۔ اگر ہم ندی کے کنارے اتریں تو وہ جو بھیڑوں کی نگہبانی کرتے ہیں ان کی روزی کا سامان ہو گا۔ تموجن نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ گھوڑے کی باگ کھینچ کر اپنی ماں کا انتظار کرنے لگا۔ اولون گھوڑے پر سوار پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ جب قریب آئی۔ تو اس نے جاموقہ کا مذکورہ بالا فقرہ اس کے سامنے دہرایا۔ اور کہا۔ "میں اس فقرہ کا مطلب نہیں سمجھا۔ اس لئے میں نے کوئی جواب دینا مناسب خیال نہیں کیا اور میں قصداً تمہاری طرف آیا ہوں۔ کہ تم سے اس فقرہ کا مطلب دریافت کروں۔" ماں نے ابھی

جواب نہیں دیا تھا کہ بورتہ توجن کی بیوی بولی ۔ "جاموقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ نئی چیزوں سے محبت کرتا ہے اور پرانی چیزوں سے نفرت کرتا ہے ۔ اب وہ ہم سے سیر ہو چکا ہے ۔ کیا ان الفاظ میں اس کی مخالفانہ نیت تو نہیں ہے ؟ ہمیں قیام نہیں کرنا چاہیئے ۔ بلکہ رات کو بھی سفر جاری رکھنا چاہیئے کیونکہ اس سے علیحدہ ہونا بہتر ہے ۔" توجن نے کہا ۔ "بورتہ عقل مندی کی بات کرتی ہے ۔" اس لئے جب جاموقہ نے قیام کیا تو اس نے اپنے سفر کو جاری رکھا ۔ صبح جب پو پھٹی ۔ تو جالائر قبیلہ ۔ کیان قبیلہ ۔ بارین قبیلہ ۔ کورچی قبیلہ اور مین بارین کے لوگ اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے ۔"

"جو لوگ گھوڑوں کی رکھوالی کرتے ہیں ۔" اس سے جاموقہ کی مراد طبقۂ امراء سے تھی ۔" اور جو بھیڑوں کی نگہبانی کرتے ہیں ۔" اس سے اس کا مطلب عوام سے تھا ۔ جن سے اسے ہمدردی تھی ۔ توجن جاموقہ کی پیچیدہ گفتگو کو نہیں سمجھا تھا ۔ لیکن اس کی خرابیٔ نیت کا اسے احساس ہو گیا تھا اور بیوی کی اس بات نے کہ "جاموقہ نئی چیزوں سے محبت کرتا ہے اور پرانی چیزوں سے نفرت کرتا ہے ۔" ۔ اسے اس فیصلہ میں پختہ کر دیا کہ وہ جمہوری رجحانات رکھنے والے جاموقہ سے علیحدہ ہو جائے ۔ کیونکہ نقطۂ نگاہ میں اختلاف ہوتے ہوئے ساتھ نبھنا مشکل تھا ۔ اور اس صورت میں رابطۂ اتحاد سے اس کے مقاصد اور مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا ۔

توجن کی جاموقہ سے علیحدگی پر متعدد رئیس خاندان جاموقہ سے کٹ کر توجن سے آ ملے متعدد قبائل بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے ۔ اور انھوں نے خیمے اس کے پہلو میں لگا لئے ۔ جو لوگ توجن کے ساتھ شامل ہوئے اس میں اس کا چچا داری تائی اوچی گین بھی تھا ۔ جو جرکی قبیلہ کا سردار تھا ۔ اور کابل خاں کے بڑے بیٹے کی اولاد سے تھا ۔ توجن کا چچا زاد بھائی کوچار ۔ اور مغل قبیلہ کے آخری خان کا بیٹا التان اوچگین بھی اس سے آ ملے ۔ اور بعض رؤسا توجن کی شخصیت ، اعلیٰ استعداد اور ضبطِ نفس سے کھنچ کر چلے آئے ۔ ان کے نزدیک وہ ایک بہترین جنگ آزمودہ سپاہی تھا اور ایک حقیقی انسان تھا ۔ جس کے سپرد طبقۂ امراء کی قیادت کی جا سکے ۔ جو ان کے لئے فتوحات حاصل

کر کے اعلیٰ درجہ کی چراگاہیں، مویشی اور گڈریئے مہیا کرے۔ بعض ان میں یقین رکھتے تھے کہ یہ عالم بالا کی طرف سے مقدر تھا کہ تموجن رؤسا کا فرمانروا بنے۔

کورچی نامی ایک شخص جو قبیلہ بارین سے تعلق رکھتا تھا وہ بھی تموجن کی جمعیت میں شامل ہوا اور اس نے تموجن سے کہا "عالم بالا کی یہ تقدیر ہے کہ تموجن بادشاہت کا مالک بنے یہ روح نے مجھے بتایا ہے اور یہی میری آنکھوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے آج یہ میں تموجن پر منکشف کرتا ہوں"۔ التان جو کوتولا سردار کا بیٹا تھا اس نے اور اس کے علاوہ دوسرے سرداروں نے بھی تموجن کو بطور رئیس کے پسند کیا۔ کیونکہ تموجن ان کے نزدیک نسبتاً کم خطرناک تھا۔ انہیں امید تھی کہ وہ ان کے ہاتھ میں آلہ کار بن جائے گا۔ کیونکہ ان سرداروں میں بہت سے ایسے تھے جو نسبی لحاظ سے تموجن سے اعلیٰ تھے۔

مغلوں کی خفیہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان سرداروں نے تموجن کی اطاعت قبول کی اور اعلان کیا "ہم تموجن کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں ہم اس کی امارت اور رہنمائی میں ہر محاذ پر اور ہر محاربے میں دشمنوں کے خلاف لڑیں گے۔ خوبصورت لڑکیاں اور عورتیں جو لڑائی میں ہمارے ہاتھ لگیں گی وہ اسے دیں گے۔ ہم علی الصبح شکار کے لئے نکلیں گے اور جانور شکار کر کے لائیں گے اسے دیں گے اگر ہم جنگ کے دوران میں اس کی حکم عدولی کریں اور صلح کے زمانہ میں اس کے مفاد کو ضرر پہنچائیں تو وہ ہم سے ہمارے اموال اور عورتیں چھین کر ہمیں بے یار و مددگار صحرا میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے"۔

یہ الفاظ ہیں جن میں مغل امیروں نے اپنے قائد سے تعلق کی وضاحت کی۔ اور حلفِ اطاعت اٹھایا اور ساتھ ہی اپنے مقتضیات کو بھی باقاعدہ پیش کیا۔ شبانی بادشاہ کا یہ فرض ہوا کرتا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی فتوحات کی طرف رہنمائی کرے اور تمام وہ اشیاء مہیا کرے جن کا ایک شبانی خانہ بدوش کے لئے ہونا ضروری ہے۔ مثلاً خوبصورت عورتیں۔ اچھے گھوڑے شکارگاہیں۔ طبقۂ امراء کے جنگ آزمودہ سپاہی جو ان چیزوں سے لطف اندوز ہوتے تھے ان کا فرض تھا کہ مالِ غنیمت کا بہترین حصہ اپنے سردار کی نذر کریں۔

لفظ چنگیز کے معنی بتانا مشکل ہے ۔ یہ لفظ تموجن کے لقب کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔ یہ خیال ۔ ہے اور بظاہر معقول بھی معلوم دیتا ہے کہ مغلوں کے ہاں "روح نور" کو چنگیز کہتے تھے ۔ اور شیمنیہ مغل اس روح کی پرستش کرتے تھے ۔ اس مفروضہ کی اس امر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ تموجن کی قیادت کو پہلے سے مقدر تصور کرتے تھے اور تموجن نے خود بھی اس کو تسلیم کیا ہے اس کا خیال تھا کہ اس کی قضا و قدر میں فلک لازوال مداخلت کرتا ہے چنانچہ اس امر پر زور دینے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان توہمات سے تموجن نے کتنا فائدہ اٹھایا ہوگا اور ان توہمات سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ہوگا ۔

سب سے پہلے تموجن نے مرکزی نظام کو مضبوط کیا ۔ اسے اس امر کا تلخ تجربہ تھا ۔ کہ پہاڑی اور میدانی خانہ بدوش اچانک ایک دوسرے پر یورش کر دیتے ہیں ۔ وہ ایک اچھی جائے پناہ کی اہمیت اور ضرورت کو خوب محسوس کرتا تھا ۔ اسے ایک ایسے مرکز کی ضرورت تھی جہاں اس کی فوج جمع ہو سکے ۔ جو ایک قلعہ کی طرح ہو ۔ ایسے مرکز کا ہونا ایک اٹھتی ہوئی خانہ بدوش سلطنت کے لیئے ضروری تھا ۔ سو اس نے تیراندازوں اور شمشیر زنوں کا ایک گروہ ترتیب دیا ۔ جو اس کے خدم و حشم پر مشتمل ہو ۔ جن کا یہ فرض تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے خیمے کی حفاظت کریں ۔ اس کے علاوہ اس نے گھوڑوں کے گلوں کی حفاظت اور نگہبانی کا خاص انتظام کیا ۔ اور گھوڑوں کی تعداد بڑھانے کا بھی بندوبست کیا ۔ یہ سب باتیں خانہ بدوش سوسائٹی میں خاص اہمیت رکھتی ہیں ۔ ان کے علاوہ اس نے مستقل طور پر ایسے آدمی رکھے جنہیں ضرورت کے وقت وہ تیر کی سی تیزی کے ساتھ اِدھر اُدھر روانہ کر سکے ۔

گو بظاہر یہ انتظامات بہت معمولی معلوم دیتے ہیں ۔ لیکن اس زمانہ میں یہ انتظامات بہترین تھے ۔ اور ان سے خاطر خواہ نتائج بھی پیدا ہوئے ۔ وسطی ایشیا کے خانہ بدوش اپنی کاہلی کی وجہ سے مشہور ہیں ۔ اس خانہ بدوش کی ساری زندگی بغیر مسلسل کام کے گزرتی ہے ۔ اس وجہ سے وہ کاہل اور سست ہو جاتا ہے ۔

جب تموجن خان کے رتبہ کو پہنچ گیا تو اس نے اپنے دو دیرینہ ساتھیوں کو یاد کیا ۔ وہ ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا تھا ۔ اور انہیں ان کی خدمات کے صلہ میں انعام دینا چاہتا تھا۔ یہ اس کی خصوصیت تھی ۔ وہ سخت گیر تھا ۔ لیکن خدمات کا صلہ بڑی فراخدلی سے دیتا تھا ۔ اس نے جلیبے اور بغورچی کو یوں خطاب کیا ۔ " میں نے کبھی اس بات کو فراموش نہیں کیا کہ جب میں اکیلا تھا ۔ میری جمعیت نہ تھی ۔ تم دونوں نے میرا ساتھ دیا ۔ اس لئے تم دونوں کو میرے تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل ہے ۔" جنگ آزمودہ سپاہیوں اور امراء سے جو وہاں جمع تھے اس نے کہا ۔ " تم لوگ جو کہ یہاں جمع ہو تم جاموقہ سے علیحدہ ہو کر میرے ساتھ ہو گئے ۔ اگر آسمان نے مجھے محفوظ رکھا اور میری اعانت کی ۔ تو میرے دیرینہ دوستو! بالآخر تم ہی میرے ساتھی ہو گے ۔"

چوتھا باب

چنگیز خاں کے ذریعہ مغل قبائل کا اتحاد اور سلطنت کی تعمیر
اور چنگیز خاں کی ونگ خاں سے کشمکش

ونگ خاں ناعاقبت اندیش سیاست دان ثابت ہوا۔ اس نے تموجن کے خلاف کوئی تدابیر اختیار نہ کیں۔ بلکہ یہ سن کر خوش ہوا کہ اس کے منہ بولے بھائی کے بیٹے نے "خان" کا لقب اختیار کیا ہے۔ جب اسے خبر موصول ہوئی تو اس نے کہا۔ "بہت اچھا ہوا۔ جو چنگیز کو خان بنا دیا گیا۔ کیونکہ مغل بغیر سردار کے نہیں رہ سکتے۔" اور مغلوں کو ہدایت کی کہ انہوں نے جو معاہدہ متفقہ طور پر چنگیز خاں سے کیا ہے اس پر نہایت پختگی کے ساتھ قائم رہیں کچھ عرصہ تک چنگیز کے تعلقات جاموقہ سے بھی اچھے رہے۔ لیکن جلد ہی ان کی علیحدگی کھلم کھلا مخالفت کی صورت اختیار کر گئی۔ ایک کی رئیسانہ طرز کا دوسرے کی جمہوری طرز فکر سے تصادم ہو گیا۔

ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے خانہ بدوش سوسائٹی کے رواج پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہی واقعہ دونوں میں جنگ وجدال کا بہانہ بن گیا۔ واقعہ یوں ہے کہ جاموقہ کا چھوٹا بھائی چنگیز خاں کے ایک آدمی کے گھوڑوں کا گلہ بھگا کر لے گیا۔ اس شخص نے یورش کرنے والے کا تعاقب کیا۔ اور اسے پکڑ کر جان سے مار ڈالا۔ اور مسروقہ گھوڑے ہانک کر

اپنے کیمپ میں لے آیا۔ جاموقہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ اور اس نے اپنے آدمیوں کو جمع کر کے چنگیز خاں پر چڑھائی کر دی۔ موخر الذکر نے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ اور سخر یمت اٹھا کر دریائے اونان کی طرف بھاگ گیا۔ جاموقہ نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ لیکن کچھ امرا کو نہایت بربریت کے ساتھ مروا ڈالا امرا چنگیز خاں کے طرفدار تھے۔ اور لڑائی میں گرفتار ہوئے تھے۔ اس کا فوری اثر ہوا۔ یعنی متعدد روسا جاموقہ کی جمعیت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور چنگیز خاں سے جا ملے۔ ان علیحدہ ہونے والوں میں سے منلیک بھی تھا۔ جسے چنگیز خاں کے والد نے مرتے وقت اپنے خاندان کا نگہبان مقرر کیا تھا۔ منلیک کے سات بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام کوکچو تھا جو بہت بڑا ساحر اور شامنی مذہب کا پیشوا تھا۔

دوسری طرف چینیوں نے ونگ خاں کے ساتھ مل کر تاتاریوں پر حملہ کر دیا۔ اسی اثنا میں حالات مساعد دیکھ کر چنگیز خاں بھی نہایت خوشی کے ساتھ اس مہم میں شامل ہوا اور اپنے فوت شدہ والد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ ونگ خاں کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اس کے علاوہ تاتاریوں کے استخفاف اور تذلیل سے کچھ منفعت بھی مدنظر تھی۔ اس اتحاد ثلاثہ کے مقابلہ میں تاتاریوں کو شکستِ فاش ہوئی۔ اور انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا۔ اس فتح کے موقعہ پر چینی شہنشاہ نے طغرل خاں کو ونگ خاں کا خطاب دیا اور تموجن کو صرف جو خوری کا خطاب دیا گیا۔ جس کے معنی ہیں سرحد کا فوجی سردار۔

اس مہم کے معاً بعد چنگیز خاں نے اس امر کو ظاہر کر دیا کہ وہ درحقیقت سردار اور خان ہے کوئی اس کا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور جو مزاحم ہوگا وہ پاداش سے نہیں بچ سکتا۔ جرکی قبیلہ کے لوگ جن کے قائدین ساچابکی اور دائی شو تھے جو کابل خاں کے بڑے بیٹے کی اولاد سے تھے اس مذکورہ قبیلہ نے ان دو رئیسوں کی قیادت میں تاتاریوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ خلاف ورزی قانون کے بھی مرتکب ہوئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان کے یہ تیور دیکھ کر اپنی ساری فوج کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا۔ ان کی بستی کو تباہ کر دیا اور سارے اشخاص کو غلام بنا لیا۔

ساچا بیکی اور دائی شو باوجود عالی نسب ہونے کے موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ ان کے علاوہ ایک اور رئیس بری بوکے نامی بھی چنگیز خاں کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ چنگیز کو اس رئیس سے نفرت تھی۔ کیونکہ ایک دفعہ اس نے بدمستی کی حالت میں چنگیز خاں کے بھائی بلگوتی کو تلوار سے گہرا زخم لگایا تھا۔

سن ۱۲۰۱ء میں وہ تمام قبائل جنہوں نے چنگیز خاں کی اطاعت نہیں کی تھی جاموقہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ چنگیز خاں اور ونگ خاں دونوں ایک خانہ بدوش سلطنت کے قیام کے لئے کوشاں تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر مذکورہ بالا قبیلے ان دونوں کے دشمن تھے۔ دریائے ارگون کے کنارے ان متحدہ قبائل نے جاموقہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ ــــــ ونگ خاں اور چنگیز متفقہ طور پر جاموقہ کے خلاف تھے۔ یعنی دو اصول امارت اور جمہوریت ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے۔ قسمت جاموقہ کے خلاف تھی۔ اس کے سپاہی منتشر ہونے لگے۔ ونگ خاں نے جاموقہ کا تعاقب کیا اور اسے اپنی جمعیت کے ساتھ بھاگ کر دریائے ارگون کے نچلی طرف پناہ لینا پڑی۔

تموجن کو اب تائی شت قبیلہ کے لوگوں پر حملہ کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جو اس کے اقربا تھے لیکن پرانے دشمن تھے۔ پہلے حملہ میں چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ دشمن کو تو شکست نہ ہوئی۔ لیکن چنگیز خاں کو گردن پر کاری زخم لگا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے والیتہ دولت جلیمے نے جان جوکھم اٹھا کر اس کی جان بچائی۔ پہلے تو خان کے زخم سے انجماد خون چوسا۔ پھر رینگتا ہوا دشمن کے خیمہ سے چھاچھ کا گگرا چرا لایا۔ اور خان کی پیاس بجھائی۔ تائی شت قبیلہ کے لوگوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور سپاہی بھاگنے شروع ہوئے۔ بالآخر چنگیز خاں نے تھوڑی سی مشکل کے ساتھ مذکورہ قبیلہ کو گرفتار کر لیا۔ اور اپنے کچھ دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس موقعہ پر جرگو دائی نامی نوجوان جو تائی شت قبیلہ کا حلقہ بگوش تھا اتفاقاً چنگیز خاں کے سامنے آیا۔ اور اعتراف کیا کہ وہ لڑائی میں جاموقہ کے ہمراہ تھا اور اس نے چنگیز خاں کے گھوڑے کو تیر سے زخمی کیا تھا۔ اس نے چنگیز خاں سے کہا۔

"خان اعظم اگر چاہو تو میرے قتل کا حکم دے سکتے ہو۔ جس سے زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا خون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔ لیکن اگر تم جان بخشی کرو۔ تو میں خلوص اور جوش سے تمہاری خدمت کروں گا۔ میں عمیق دریا کی روانی کو روک دونگا اور مضبوط چٹانوں کے پرخچے اڑا دوں گا۔" چنگیز خاں نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔ "جب دشمن کسی کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو عموماً اپنے خونیں اقدام کے متعلق خاموشی اختیار کرتا ہے۔ اور کسی کو دل کی بات بتاتا نہیں۔ لیکن تم نے اخفا سے کام نہیں لیا۔ تم ضرور میرے ساتھی بنو گے۔" چنگیز خاں اسے اپنے خیمہ میں لے گیا۔ اور اس کا نام بدل کر جیبی رکھا۔ جس کے معنی ہیں "تیر" اور یہ اس کے فعل کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے تھا۔ یہی جیبی بعد میں چنگیز خاں کا مشہور اور مستعد جرنیل ثابت ہوا۔۔۔۔ جنوب مشرقی یوکرین میں جب مغلوں کا روسیوں سے مقابلہ ہوا۔ تو دو کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر جیبی تھا۔ اس مقابلہ میں روسیوں کو شکست ہوئی تھی۔

بتدریج چنگیز خاں کی طاقت اور جمعیت بڑھتی گئی اور ونگ خاں سے دوستانہ تعلقات قائم رہے۔۔ تاتاریوں کو اس نے کامل طور پر تباہ کر دیا اور ان کے گزشتہ مظالم کا جی بھر کے انتقام لیا۔ تاتاریوں کو کچل کر اس نے اپنے عقب کو بہت مضبوط کر لیا۔ وسطی منولستان کی آخری مہمات میں یہ مضبوطی بہت مفید ثابت ہوئی۔ تاتاریوں کے خلاف آخری جنگ میں اس نے اپنے سپاہیوں کو مندرجہ ذیل حکم دیا۔ "اگر ہم کامیاب ہوئے۔ تو تمہیں مالِ غنیمت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جنگ کے اختتام پر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر جنگ میں سپاہیوں کو پیچھے ہٹنا پڑے۔ تو انہیں پھر آگے بڑھ کر پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ لڑنا چاہئے۔ جو پیچھے ہٹ کر آگے نہیں بڑھیں گے۔ ان کے سر قلم کئے جائیں گے۔" تاتاریوں کا اس جنگ کے ساتھ استیصال ہو گیا اور چنگیز خاں نے ان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

فتح کے تکملہ نے التان و کوچار اور ان کے علاوہ دوسرے امراء پر یہ امر واضح کر دیا۔ کہ

تموجن درحقیقت چنگیز خاں بن چکا ہے۔ اسے آلہ کار کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے سے بڑے عالی نسب کو بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ اس کے حکم سے عارول نہیں کیا جا سکتا اور اس کے ضابطہ اور سررشتہ سے مفر نہیں جنگ کے شروع ہوتے ہی ان امراء نے مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا چنگیز خاں کو اطلاع ملی۔ تو اس کے حکم سے مال غنیمت ان سے چھین لیا گیا۔

اپنے اقربا کے مشورہ سے چنگیز خاں نے تاتاریوں کے قتلِ عام کا حکم جاری کیا۔ اس خطرناک قتلِ عام سے وہ اپنے قبیلہ کے دیرینہ دشمنوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا۔ پسماندگان کو مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس وقت سے تاتاریوں کی امتیازی ہستی کو کالعدم سمجھنا چاہئے دو حسین تاتاری عورتوں کو چنگیز خاں نے اپنی بیویاں بنا لیا۔ جن میں سے ایک کا نام یسوئی اور دوسری کا یسوگین تھا۔ اب اس کی تین بیویاں ہو گئیں۔ قبائلی دستور کے مطابق سب بیویوں کے خیمے علیحدہ تھے۔ جن میں ہر ایک کا الگ انتظام خانہ داری تھا۔

تاتاریوں کی شکست نے چنگیز خاں کی طاقت اور صولت کو بہت بڑھا دیا۔ لیکن اسے ونگ خاں کی برتری کا اعتراف تھا۔ اور وہ اب بھی ایک طرح سے ونگ خاں کا حلقہ بگوش تھا۔ لیکن موخر الذکر کے سلوک اور انداز میں کچھ سرد مہری سی پیدا ہو گئی۔ ونگ خاں نے جاموقہ سے ایک معاہدہ کر لیا۔ جو ونگ خاں اور چنگیز خاں میں بڑھتی ہوئی مخالفت کی آگ کو ہوا دینے کے لئے کافی تھا۔ جاموقہ نے چالاکی سے یہ بات پھیلا دی تھی کہ چنگیز خاں کے نائمان قبیلہ سے خفیہ تعلقات ہیں۔ اور وہ عنقریب ونگ خاں اور اس کے قبیلہ سے غداری کرنے والا ہے اور ایک دفعہ اس نے فخریہ انداز سے کہا تھا۔ "میں تو ایک چنڈول ہوں۔ جو ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتا ہے۔ لیکن تموجن موسمی اور آشیاں بدوش پرندہ ہے۔ جس کی آواز آسمان کی پہنائیوں میں گونجتی رہتی ہے۔" متعدد دفعہ ونگ خاں نے چنگیز خاں کو مشترکہ مالِ غنیمت میں سے حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک دفعہ وہ دونوں نائمان قبیلہ پر فتح حاصل کرکے واپس لوٹ

رہے تھے کہ پھر دشمن کی تازہ دم فوج سے مقابلہ ہوا۔ ایسے نازک وقت میں ونگ خاں نہایت غداری کے ساتھ چنگیز خاں کو میدانِ جنگ میں اکیلا چھوڑ کر اپنی چراگاہوں کی طرف کوچ کر گیا۔

اس غداری کے اثر سے چنگیز خاں بال بال بچ گیا۔ اور نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنی چراگاہوں میں ہٹ آیا۔ لیکن ونگ خاں پر نائمان قبیلہ نے یورش کر دی۔ اور بہت سامالِ غنیمت لے اڑے۔ ونگ خاں چنگیز خاں سے کمک مانگنے پر مجبور ہوا اور ساتھ ہی یہ استدعا بھی کی کہ چنگیز خاں اپنے چار جنگ آزمودہ سپاہی بغورچی۔ مقولی۔ بورولا اور چیلون کو ضرور بھیجے۔ ونگ خاں مذکورہ سپاہیوں کی انتظامی اور فوجی استعداد کا معترف تھا۔ اور وہ اس کی توقعات پر پورے بھی اترے۔

باوجود متعدد کامیابیوں کے تموجن کو اس وقت ونگ خاں کو دعوتِ مقابلہ دینے کا خیال نہیں تھا۔ مغلوں کے نزدیک چنگیز خاں ایک خوش قسمت رئیس تھا جسے چند قبائل کی قیادت حاصل تھی اور اس کے حصولِ کامیابی کی وجہ ان مذکورہ قبائل کا اتحاد و اتفاق تھا۔ خواہ کچھ بھی ہو، اس کی امارت اور دولت نئی تھی۔ اور اس کے برعکس ونگ خاں ایک بڑی ریاست کا فرمانروا تھا گو اس کی سلطنت کا انتظام معمولی تھا لیکن تھا تو وہ ایک قدیم شاہی خاندان کا رکن اس کے جیسے امیرانہ تھے اور کسی حد تک تعیش کا پتہ دیتے تھے۔ "شہنشاہ قن" جو شمالی چین کا حکمران تھا۔ اس نے اسے ونگ کا خطاب دے کر اس کی عزت افزائی کی تھی۔ اس کی آن شوکت سے چراگاہوں کے سیدھے سادے خانہ بدوش مرعوب تھے اور اسے مغولستان کے رؤسا میں سب سے بڑا رئیس خیال کیا جاتا تھا۔ تموجن نے ونگ خاں کے تعلقات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ بعض تجاویز سے اپنی پوزیشن کو زیادہ مضبوط کیا اور ونگ خاں کے خاندان سے ازدواجی تعلقات پیدا کر کے اپنی سطوت کو مزید فروغ دینا چاہا۔ ایک عظیم المرتبت خان کا داماد ہونا اس علاقہ میں بہت بڑا امتیاز تھا۔ چنگیز خاں نے اپنے بڑے بیٹے جوجی کی طرف سے ونگ خاں کی بیٹی چورہگی کے لئے رشتہ کی درخواست کی۔ اور اپنی بیٹی کو جبین کا رشتہ ونگ خاں

کے ایک پوتے کے لئے پیش کیا جس کا والد یعنی ونگ خاں کا بیٹا چینی خطاب "سن کنگ" سے مشہور تھا۔ ونگ خاں نے ان تجاویز کو رد کر دیا۔ اور مغلوں کی خفیہ تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ اس واقعہ سے چنگیز خاں کا دل "یخ بستہ" ہو کر رہ گیا۔ یقیناً یہ انکار بہت بڑی مایوسی کا باعث ہوا ہوگا۔ تموجن کے امیرانہ تخیل میں اس رشتہ کی بہت وقعت تھی۔ لیکن ابھی اس کے لئے بہت سی مایوسیاں اور امتحان کا دور باقی تھا۔

التان اور اس کے دوسرے رشتہ دار تموجن سے تعلق توڑ کر جاموقہ سے جا ملے۔ اور اس سے سمجھوتہ کر کے اپنے خیموں کو "سن کنگ" کے قریب لے گئے۔ جو خصوصاً چنگیز خاں کے بہت خلاف تھا۔ ان رؤسا کا خیال تھا۔ جب تک چنگیز ان کا سردار ہے۔ انہیں اس کی پوری اطاعت کرنا ہوگی۔ لیکن یہ خانہ بدوش رئیس ایسی اطاعت کے خوگر نہیں تھے۔ سن کنگ اور اس کے طرفداروں نے ونگ خاں کو ترغیب دی اور کان بھرے کہ چنگیز خاں ان کے دشمنوں یعنی نائمان قبیلہ کے لوگوں سے خفیہ سازباز رکھتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی شر پیدا کر رہا ہے۔ ونگ خاں کو یقین نہ آیا۔ لیکن اپنی مرضی کے خلاف مواخذہ اور گرفت کرنے پر مجبور ہوا۔ "سن کنگ" کی پارٹی کے لوگ چنگیز خاں کو پھانسنا اور دام میں لانا چاہتے تھے۔ اور رشتہ کی بات کو از سر نو شروع کر کے اسے بنا رہے تھے اور جل دے رہے تھے۔ جب یہ چال کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے اچانک حملہ سے چنگیز خاں کو گرفتار کرنا چاہا۔ یہ تدبیر بھی کامیاب نہ ہوئی۔ دو گڈریوں نے قبل از وقت دشمن کے اس ارادہ کی چنگیز خاں کو اطلاع کر دی۔ دوسرے دن جب ونگ خاں اچانک حملہ کے لئے نمودار ہوا۔ تو اس وقت چنگیز خاں کی فوج لڑائی کے لئے مسلح اور تیار کھڑی تھی۔ ونگ خاں نے جاموقہ سے استفسار کیا "چنگیز خاں کے سپاہی کون لوگ ہیں ؟" جاموقہ نے جواب دیا۔ "اروت اور منگوت قبیلہ کے لوگ ہیں۔ اور یہ اچھے سپاہی ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ گھمسان کی لڑائی میں منتشر نہیں ہوتے۔ یہ لوگ نیزہ اور تلوار کی لڑائی میں خوب ماہر ہیں۔ ان کے جھنڈے سیاہ یا رنگدار ہوتے ہیں۔

ہمیں ان سے خبردار رہنا چاہئے۔" اس جنگ میں جتنے حملے ہوئے چنگیز خاں نے ان میں ونگ خاں اور اس کے حلیفوں کو پسپا کیا۔ اور "سن کنگ" کو تیر کا ایک کاری زخم بھی لگا۔ تاہم چنگیز خاں حکمتِ عملی کے طور پر پیچھے ہٹ آیا۔ اور رات میدانِ جنگ سے کچھ فاصلہ پر بسر کی۔

صبح کے وقت چنگیز خاں نے جب اپنے سپاہیوں کا جائزہ لیا تو ان میں سے تین جنگ آزمودہ سپاہی لاپتہ تھے۔ ان میں سے ایک اس کا اپنا بیٹا چغتائی تھا۔ بورد کولا اور بغورچی کا بھی پتہ نہیں تھا۔ چنگیز خاں نے کہا: "یہ تینوں میرے جاں نثار اور صادق سپاہی ہیں۔ وہ اکٹھے ہی زندہ رہے اور مرکر بھی اکٹھے رہے۔ انہیں جدائی پسند نہ تھی"۔ اتنے میں بغورچی گھوڑا بھگاتا ہوا نمودار ہوا۔ چنگیز نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ اور بےساختہ اس کے منہ سے نکل گیا: "آہ"۔ چند لمحات بعد ایک اور سوار نمودار ہوا۔ جب گھوڑا قریب آیا تو ظاہر ہوا کہ چغتائی اور بورو کولا ایک ہی گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں۔ بورو کولا کا منہ خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ اس نے چغتائی کی گردن پر تیر کے ایک زخم سے انجماد خون چوسا تھا۔ چنگیز خاں نے جب اس منظر کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور اس کا دل سکڑ گیا۔

چنگیز خاں کے پاس فوج کم تھی اور اس حالت میں لڑائی کو جاری رکھنا مشکل تھا۔ ان نامساعد حالات میں پیچھے ہٹنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ فوج کو شکار سے اشیاءِ خورونوش بہم پہنچائی گئیں۔ چنگیز خاں دریائے کالکا کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹ کر چنگیز خاں نے اپنی فوج کو مضبوط کر لیا۔ اور ونگ خاں، "سن کنگ"، جاموقہ اور الثان کی طرف ایلچی روانہ کئے اور انہیں صلح پر آمادہ کرنے کے لئے پیغامات بھجوائے۔

چنگیز خاں امی محض تھا۔ اور قریباً ساری فوج کا یہی حال تھا۔ پیغامات زبانی بھجوائے جاتے تھے اور ایسے آدمیوں کو بطور ایلچی بھیجا جاتا تھا جن کا حافظہ اچھا ہو تاکہ وہ پیغام

کو اچھی طرح یاد کر کے دہرا سکیں۔ پیغام منظوم ہوا کرتے تھے۔ مثالیہ اور مجازیہ سے ان کی بندشوں کو آراستہ کیا جاتا تھا۔ ونگ خاں کو جو پیغام بھیجا گیا وہ درجِ ذیل ہے:۔

"والدِ محترم! آپ کیوں مجھ سے ناراض ہو گئے اور میرے دل میں خوف بٹھا دیا۔ اگر مجھے ملامت کرنا تھی تو صلح کے طریق پر بھی کی جا سکتی تھی۔ آپ نے میری جائداد تباہ کر کے مجھے بے خانماں کر دیا۔ . . . گو میں حقیر ہوں لیکن بہتوں سے اچھا ہوں۔ گو میں بُرا ہوں لیکن جو اچھے ہیں ان سے کم تر نہیں ہوں۔ میں اور آپ گاڑی کے دو بموں کی طرح تھے جب گاڑی کا ایک بم ٹوٹ جائے تو بیل گاڑی کو کھینچ نہیں سکتا۔ میں اور آپ گاڑی کے دو پہیے تھے۔ اگر ایک ٹوٹ جائے تو گاڑی حرکت نہیں کر سکتی۔ کیا میں آپ کی مثال بم اور پہیے سے قائم نہ کروں؟"

التان اور کوچار کو جو پیغام بھیجا۔ اس میں انہیں وہ قسم یاد دلائی جو انہوں نے چنگیز خاں کے انتخاب کے وقت اٹھائی تھی۔ اور بحیثیت سردار کے انہیں اپنے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ انہیں کہلوا بھیجا "میں نے گھوڑے، گلے، جھکڑے، لوگوں کی بیویاں اور بچے مالِ غنیمت کے طور پر حاصل کئے۔ اور تم میں تقسیم کئے۔ شکار کے موقعوں پر تمہارا خاص خیال رکھا۔"

لیکن اس کی یہ اپیل صدا بصحرا ثابت ہوئی اور اس کے حریفوں نے اس پر کان نہ دھرا۔ "سن کنگ" نے سن کر کہا "میں ان پیغامات کا بین السطور مطلب سمجھتا ہوں۔ ان کا مطلب سوائے محاربے کے اور کچھ نہیں۔ جھنڈا بلند کرو۔ اپنے آختہ گھوڑوں کو چراگاہوں پر تیار اور موٹا کرو۔ اب ہچکچانے کا وقت نہیں ہے۔"

چنگیز خاں کو دھکیل کر پیچھے ہٹا دیا گیا اور وہ دریائے بالجون کی دلدلوں میں پناہ گزیں ہوا۔ جہاں وہ اچانک حملہ سے کچھ عرصہ کے لئے مامون رہ سکتا تھا لیکن اب بھی وہ خطرہ سے محفوظ نہیں تھا۔ اور دلدلوں کے قیام نے سمندِ خوف کو تازیانہ دکھایا۔ لیکن اس ناسازگاری میں بھی چنگیز خاں کی جمعیت بڑھتی گئی۔ لوگ اس کے گرد جمع ہوتے رہے۔ انہیں چنگیز خاں کی خوش بختی اور

ستارۂ اقبال پر پورا بھروسہ تھا۔ جو لوگ اس کے پاس پہنچے۔ ان میں سے بعض مسلمان تاجر بھی تھے وسطی ایشیا کی تجارت انہی تاجروں کے ہاتھ میں تھی۔ وسطی ایشیا کے گوشہ گوشہ میں ان کا اثر و رسوخ تھا۔ ان تاجروں کی ملاقات نے چنگیز خاں کے نقطہ نگاہ کو وسیع کر دیا۔ اور اسے غیر اقوام اور غیر ممالک کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ تاجر چنگیز خاں کے بذل و کرم اور وسیع الخیالی سے کھنچ کر چلے آئے تھے۔ چنگیز خاں کے متعلق لوگوں میں مشہور تھا "شہزادہ تموجن اتنا فیاض ہے کہ وہ اپنا چغہ بھی اتار کر دے دیتا ہے۔ اور سواری کا گھوڑا بھی دوسرے کو عطا کرنے میں اسے تامل نہیں ہوتا۔"

چنگیز خاں کے بھائی قسار کے بیوی بچے ونگ خاں کے قبضہ قدرت میں تھے۔ وہ بھی ایک موزوں موقعہ دیکھ کر چلے آئے۔ بغیر کسی تردد اور تاسف کے چنگیز خاں نے ایک غدارانہ تجویز بنائی اور یہ تجویز اس کے خلاف تھی۔ جسے چند دن پیشتر وہ باپ کہہ کر پکارتا تھا۔ وہ خود بھی ایک کشمکش کی حالت میں تھا۔ اور اسے علم تھا کہ اگر ونگ خاں کو فتح نصیب ہوئی تو اسے رحم اور درگزر کی توقع اٹھا رکھنی چاہیئے۔ اس نے محسوس کیا اس کا فرض ہے کہ وہ نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے مقصد عظیم کو بروئے کار لانے کی کوشش کرے۔ وہ اپنی رہنمائی میں مغل قبیلہ کا احیاء چاہتا تھا۔ اور اس قبیلہ کو طبقۂ امرا کا سردار بنانا چاہتا تھا۔ جن حالات اور معیار اخلاق پر اس کی پرورش ہوئی تھی۔ ان میں مندرجہ بالا تجویز کے لئے گنجائش نہیں تھی۔ اس نے اپنے بھائی قسار کی طرف سے مندرجہ ذیل پیغام دے کر دو آدمی بھجوائے:۔

"میں نے سب گزرگاہیں چھان ماری ہیں۔ مجھے کہیں بھی اپنے بھائی کا نشان نہیں ملا۔ میں نے اسے آوازیں دی ہیں لیکن میری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ آج رات میں زمین پر سویا ہوں اور تمام رات تاروں کو گنا کیا ہوں۔ میری بیوی اور بچے آپ کے قبضہ میں ہیں۔ والد محترم! اگر آپ ایک قابل اعتماد آدمی روانہ فرمائیں تو میں حاضر خدمت ہو جاؤں۔"

ونگ خاں کو اس پیغام پر یقین آ گیا اور قسار کے ایلچیوں کے ہمراہ اپنا ایک قابل اعتماد

شخص روانہ کر دیا۔ اس اثنا میں چنگیز خاں اپنی ساری فوج کے ساتھ آگے بڑھ آیا۔ ان ایلچیوں نے چنگیز خاں کو اطلاع دی کہ ونگ خاں کے کیمپ میں دعوت اڑ رہی ہے ... اور وہ لوگ بالکل غافل پڑے ہیں۔ چنگیز خاں نے نہایت تیزی سے پہنچ کر ونگ خاں کے کیمپ کا محاصرہ کر کے حملہ کر دیا۔ قرایت قبیلہ والوں نے باوجود غافل ہونے کے شدید مقابلہ کیا۔ لیکن بالآخر انہیں شکست فاش ہوئی۔ ونگ خاں اور اس کا بیٹا سن کنگ بھاگ گئے۔ ونگ خاں تو ناٹمان قبیلہ کی سرحد کے قریب مارا گیا اور اس کا بیٹا کسی دور دراز ملک میں نکل گیا جہاں وہ ہلاک ہو گیا۔

اس طرح چنگیز خاں نے منغولستان کے سب سے بڑے سردار کو ایک ہی چوٹ سے کچل کے رکھ دیا۔ اور اس کی جگہ خود لے لی۔ قرایت قبیلہ کے جو لوگ لڑائی سے بچے رہے۔ انہیں چنگیز خاں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور امراء اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ یا اس کے حلیفوں کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ ذیل میں ہم ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جس سے چنگیز خاں کے مفتوح کے ساتھ سلوک پر روشنی پڑتی ہے اور خانہ بدوشوں کے اخلاق کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

قرایت قبیلہ کا ایک سردار جس کا نام کاواک بہادر تھا جو لڑائی میں ونگ خاں کی طرف سے شامل تھا۔ لڑائی کے بعد چنگیز خاں سے کہا: "یہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا کہ میں اپنے سردار کو ہلاک ہونے دیتا۔ میں متواتر تین دن تک لڑتا رہا ہوں تاکہ ونگ خاں حفاظت کے ساتھ کہیں چلا جائے۔ اور جہاں تک میرے امکان میں تھا۔ میں نے آپ کا مقابلہ کیا ہے۔ اب اگر اس قصور کی پاداش میں آپ میرے قتل کا حکم دیں تو میں سزا لینے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر آپ میری جان بخشی کریں۔ تو میں آپ کی خلوص سے خدمت کروں گا۔"

چنگیز خاں نے جواب دیا: "وہ جو اپنے سردار کو نہیں چھوڑتا اور اس کے واسطے بچاؤ کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور میرے ساتھ تین دن تک مقابلہ کرتا ہے وہ بہادر آدمی ہے۔ تم یقیناً اس قابل ہو کہ میرے ساتھی بنو۔"

چنگیز خاں کا یہ دستور تھا۔ خواہ دوست ہو یا دشمن وہ طبقۂ امراء کے اصول کو پسند کرتا تھا۔

بلکہ اسی پر عمل پیرا رہتا تھا یعنی اس کے نزدیک سردار کو اپنے وابستۂ دولت پر اور آقا کو غلام پر مکمل اقتدار حاصل تھا۔ وہ خدام کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کو سزائے موت بھی دے دیتا تھا جو اپنے آقا سے غداری کریں۔ خواہ وہ چنگیز خاں کے جانی دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ یہاں ایک واقعہ کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

تائی شت قبیلہ کے سردار تار گو تائی کے حلقہ بگوشوں نے ارادہ کیا کہ اپنے آقا کو چنگیز خاں کے حوالہ کر دیں۔ لیکن انہیں چنگیز خاں کا اصول یاد آ گیا۔ اس لئے وہ اپنے ارادہ سے باز رہے اور چنگیز خاں کے سامنے پیش ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ چنگیز خاں نے کہا: "اگر تم اپنے سردار کو میرے حوالے کر دیتے تو میں یقیناً اس غداری کی سزا میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا۔"

چنگیز خاں کے متعلق اس ضمن میں متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ طبقۂ امرا کو اپنے بڑے خان پر ناز تھا۔ وہ انہی میں سے ایک تھا۔ ان کی امیدوں اور مطمح نگاہ کا صحیح ترجمان اور آئینہ دار تھا۔

پانچواں باب

نائمان قبیلہ سے جنگ اور جاموقہ کا خاتمہ

چنگیز خاں ابھی ونگ خاں کی حفاظت ہی میں تھا کہ اس کا نائمان قبیلہ سے تعلق پیدا ہوا۔ یہ طاقتور قبیلہ قرایت سے مغرب کی طرف آباد تھا۔ مغل قبائل میں سے نائمان سب سے زیادہ مہذب تھے۔ کیونکہ وہ ایغور[1] تہذیب کے زیر اثر تھے۔ ممکن ہے نائمان قبیلہ ہی نے سب سے پہلے منغولستانی زبان کے لئے ایغور رسم الخط اختیار کیا ہو۔ اس کے علاوہ ان کا تعلق چینیوں اور ترکستان سے بھی تھا۔ مسلمان تاجر اسی قبیلہ میں جاتے تھے۔ اور نائمان سوسائٹی کے طبقۂ اعلےٰ پر ثقافتی اثر ڈالتے رہتے تھے۔ متعدد نائمان نسطوری عقیدہ کے عیسائی تھے۔

چنگیز خاں کے عروج سے نائمان قبیلہ کے لوگوں میں کچھ بے چینی سی پیدا ہو گئی۔ خصوصاً جب اس نے قرایت کی طاقت کو کچل کر منغولستان میں سب سرداروں سے بڑھ کر اقتدار حاصل کر لیا۔ تو ان کی تشویش بڑھ گئی۔ چنگیز خاں کی اس بڑھتی ہوئی سطوت کو دیکھ کر نائمانی سردار تایان خاں نے اونگوت قبیلہ سے جو کہ دیوار چین کے قریب آباد تھا معاہدہ کرنے کی کوشش کی اور ایسی تجاویز پیش کیں جن سے مقصد یہ تھا کہ چنگیز خاں پر دو طرف سے حملہ

---

[1] ایغور ترکی نسل سے ایک قوم تھی جو چینی ترکستان کے شمال مشرقی حصہ میں آباد تھی۔

کیا جائے۔ لیکن اونگوت قبیلہ نے ان تجاویز کو رد کر دیا۔ اور چنگیز خاں کو ان تجاویز سے آگاہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خاں نے ایک نئی جنگ کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور اپنی فوج کو منظم کر لیا اور ایک قدیم دستور کے مطابق فوج کو دہ جات، صدجات اور ہزار جات میں تقسیم کر دیا اور تجربہ کار جرنیلوں کو صدجات اور ہزار جات کی کمان دے دی۔۔ اور ایک فوج "کشیک" کے نام سے منظم کی گئی جو چنگیز خاں کی فوج خاصہ تھی اس کا نظام خالصتہ رہبانہ بنیاد پر استوار تھا۔ اس کے سپاہی ممتاز قبائل سے بھرتی کیے جاتے تھے۔۔ ان کی مستعدی اور چستی کو خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

چنگیز خاں کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ مغولستان میں اچانک حملہ ہو سکتا ہے۔ جس سے ایک پر شکوہ اور پر سطوت طاقت بھی تھوڑے سے وقفہ میں صفحہ ہستی سے ناپید ہو سکتی ہے۔ انہی حالات کے پیش نظر اس نے اپنے مرکز کو جسے "اردو" کہتے تھے مضبوط اور محفوظ کر لیا۔ فوج کیشک کے قیام سے چنگیز خاں نے مغولستان کے طبقۂ امراء کو فوجی نظام میں منسلک کر لیا۔ جس سے ان کی غیر منظم فوجی طاقت اور فوجی قیادت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کے بجائے ایک آہنی نظام قائم ہو گیا۔

موسم بہار میں چنگیز خاں نے نائمانیوں کے خلاف مہم شروع کی۔ جنگ کی ابتدا چنگیز خاں کی طرف سے ہوئی۔ اس مہم میں بعض خطرات بھی تھے۔ موسم سرما میں چارہ نہ ملنے کی وجہ سے گھوڑے بہت دبلے ہو جاتے تھے۔ اور ان کا دبلہ پن حملہ کو کمزور کر دیتا تھا۔

چڑھائی سے پہلے چنگیز خاں نے اپنے عَلَم کے سامنے قربانی دی۔ کیونکہ مغلوں کا خیال تھا کہ محافظ روح علم میں رہتی ہے۔ نائمانی تایان خاں اور اس کے فرزند کوشلوک کی قیادت میں مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔ نائمانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ تایان خاں مارا گیا اور کوشلوک جو ایک طاقتور شخص تھا جان بچا کر بھاگ گیا۔

مغلوں کی خفیہ تاریخ میں چنگیز خاں کی اس چڑھائی کا ذکر رزمیہ طرز انشاء میں یوں

کیا گیا ہے۔" اس لڑائی میں جاموقہ بھی نائمان قبیلہ کے ہمراہ تھا۔ تایان خاں نے جاموقہ سے استفسار کیا ۔" یہ کون لوگ ہیں جو اس تندی کے ساتھ میرے لشکر کا تعاقب کر رہے ہیں۔ جیسا کہ بھیڑیے بھیڑوں پر جھپٹ رہے ہوں ۔" جاموقہ نے جواب دیا :" یہ تموجن کے چار شکاری کتے ہیں ۔ جو انسانی گوشت کھا کر پلے ہیں ۔ تموجن آہنی زنجیروں سے انہیں قابو میں رکھتا ہے ۔ ان کی کھوپریاں دھات کی ہیں ۔ ان کے دانت چٹانوں پر رگڑ کر تیز کیے گئے ہیں ۔ ان کی زبانیں خنجر ہیں ۔ ان کے دل لوہے کے ہیں ۔ بجائے تازیانوں کے ان کے ہاتھوں میں تیغہائے خمدار ہیں ۔ وہ شبنم پیتے ہیں اور ہوا کے ساتھ بھاگتے ہیں ۔ اور جنگوں میں انسانوں کا گوشت کھا جاتے ہیں ۔ اس وقت انہیں کھلا چھوڑ دیا گیا ہے ۔ ان کے موہنہ سے کف بہ رہا ہے ۔ وہ بہت خوش ہیں ۔ یہ سگانِ تازی جیبی ۔ قوبلائی ۔ جیلمے اور سوبدائی کے نام سے معروف ہیں ۔"

تایان نے پھر جاموقہ سے سوال کیا :" ان کے عقب میں کون ہے جو بھوکے شاہین کی طرح جھپٹنے کو بے قرار ہے ؟" جاموقہ نے جواب دیا :" یہ میرا منہ بولا بھائی تموجن ہے ۔ جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہے ۔ وہ ایک بھوکے کرگس کی طرح اڑ کر آیا ہے ۔ تم کہا کرتے تھے کہ مغلوں کو میمنے کی طرح چبا ڈالوں گا ۔ لیکن اب ان کی تندی کو تو ذرا دیکھو ۔" نائمانیوں کو شکست فاش ہوئی اور سارے قبیلہ کو غلام بنا لیا گیا ۔

اس کے بعد چنگیز خاں اپنے پرانے دشمنوں یعنی مرکیت قبیلہ کے خلاف بڑھا ۔ یہ ایک جنگلی قبیلہ تھا ۔ جس کے سردار کا نام توقتا تھا ۔ انہیں بھی کچل دیا گیا ۔ لیکن اس قبیلہ کا سردار بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ۔ اور ساتھ کچھ آدمیوں اور اپنے بیٹوں کو بھی بچا کر لے گیا ۔ چنگیز خان کی چوتھی بیوی جس کا نام کولان تھا ۔ اسی قبیلہ سے تھی ۔ یہ کافر جمال عورت تھی مغلوں کی شاعری میں اس عورت کے حسن کی بہت تعریف کی گئی ہے ۔

ایک سال بعد چنگیز خاں نے دوبارہ نائمان سردار کوشلوک اور مرکیت سردار توقتا کے

خلاف چڑھائی کی ۔ توقتا مارا گیا اور کوشلوک بھاگ گیا ۔ سوبدای بہادر کو جو چنگیز خاں کا بہترین جرنیل تھا ۔ توقتا کے بیٹوں اور مرکیت قبیلہ کے باقی ماندہ لوگوں کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا گیا ۔

یہ فتوحات حاصل کر کے چنگیز خاں شمالی منغولستان پر قابض ہو گیا ۔ تمام مغل قبیلے اس کی رعایا بن گئے ۔ صرف جاموقہ باقی رہ گیا ۔ لیکن اس کا انجام بھی قریب تھا ۔ جاموقہ بے یار و مددگار رہ گیا تھا ۔ یہ جمہوری قائد اب صرف چند ڈاکوؤں کا سردار تھا ۔ بالآخر اس کے اپنے آدمیوں نے اسے چنگیز خاں کے حوالے کر دیا ۔ اس موقعہ پر بھی چنگیز خاں نے اپنے رئیسانہ دستور کو جو اس کی زندگی کا اصول تھا نہیں چھوڑا یعنی جن لوگوں نے جاموقہ کو اس کے حوالے کیا تھا ۔ ان کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کو تہ تیغ کر دیا گیا ۔ چنگیز خاں نے اس امر کا لحاظ کرتے ہوئے کہ جاموقہ اس کا منہ بولا بھائی ہے ۔ اسے اس طریق سے مروایا کہ اس کا خون نہ بہے ۔ یہ رحم تھا کیونکہ شامانی تصور کے مطابق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ انسان کی روح اس کے خون میں رہتی ہے ۔

چھٹا باب

چنگیز خاں سب مغلوں کا شہنشاہ

۱۲۰۶ء میں تمام مغل قبائل ایک ہی "قائد" کے ماتحت متحد ہو گئے۔ یہ سب لوگ دریائے اونان کے منبع کے قریب جمع ہوئے۔ اور انہوں نے "علم نہ پایہ" بلند کیا۔ اور چنگیز خاں کو "کاخان" کا خطاب دیا گیا۔ چنگیز خاں نے سب مغل قبائل کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اجتماع کو خطاب کیا "ہم اپنے سرداروں کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آئیں گے۔ اور ان لوگوں کو خدمات کے صلے میں بڑے بڑے عہدے دیں گے جنہوں نے ہمارے ساتھ کام کیا ہے اور ہماری بادشاہت کو مستحکم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم انہیں ہزارجات کی قیادت کے لئے نویان مقرر کریں گے۔" مغلوں کی خفیہ تاریخ میں اس اہم موقعہ کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

۱۲۰۶ء میں دریائے اونان کے کنارے مغلوں کی ایک "قوریلتائی"[1] منعقد ہوئی۔ جس نے تو جن کو چنگیز خاں کا خطاب دیا۔ جس کا مطلب ہے مغل قوم کا شہنشاہ۔ مغلوں کی اس قومی مجلس میں طبقہ امرا کے بڑے بڑے نویان یعنی رؤسا جمع ہوئے۔ انہوں نے

---

[1] مغلوں کی مجلس مشاورت کو قوریلتائی کہتے تھے۔

متحدہ طور پر اس فیصلہ کی توثیق کی جو چند سال پہلے مٹھی بھر لوگوں نے صادر کیا تھا چنگیز خاں کے ایک دیرینہ خواب نے واقعیت کا رنگ اختیار کیا۔ وہ اپنے قبیلہ کا سردار بنا۔ اور اس کا قبیلہ ان سب قبائل کا رہنما ہوا جو خیموں میں رہتے تھے۔ قبیلہ بورجیجن کو اس کا کھویا ہوا اقتدار اور سطوت حاصل ہوئی۔ سب قبائل نے چنگیز خاں کی قیادت میں مغل کا نام اختیار کیا۔ یہ تاریخ میں پہلا موقعہ تھا۔ کہ ساری قوم متحد ہو کر ایک ہی نام سے پکاری جانے لگی۔ اور یہ نام اتنا مقبول ہوا کہ یہ خانہ بدوش قبائل اس نام سے پکارے جانے میں مفخر محسوس کرتے تھے۔ ۱۲۰۶ء کی قوریلتائی میں منلیک کے بیٹے قوتچو نے جو ایک ساحر اور شامان تھا نمایاں حصہ لیا۔ مغل اس شخص کا بہت احترام کرتے تھے۔ قوتچو نے اعلان کیا کہ لازوال فلک نیلگوں چنگیز خاں کی تائید پر ہے۔ اور چنگیز خاں زمین پر اس کا مقرر کردہ نائب ہے چنگیز خاں نے اس اعلان کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور اعلان کیا کہ لازوال فلک نیلگوں کا مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں پر حکومت کروں اور اس کی مدد سے میں نے قبیلہ قرایت کو شکست دی۔ اور اقتدار اعلیٰ حاصل کیا" عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ چنگیز خاں کے "علم نہ پایہ" میں محافظ روح کا قیام ہے۔ اسی روح کی برکت سے اس کی فوجیں محفوظ رہیں گی۔ اور اسے فتوحات حاصل ہوں گی وہ سب ممالک کو فتح کرے گا۔ کیونکہ یہی لازوال فلک نیلگوں کی مرضی ہے۔ آج تک مغل لوگ اس محافظ روح کے سفید علم کی عزت کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس علم کے ذریعہ سے چنگیز خاں نے فتوحات حاصل کی تھیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شہنشاہ چنگیز خاں کی روح اسی علم میں قیام پذیر ہے۔

چنگیز خاں نے اپنے مذہبی خیالات کی بنا پر اپنے نظام حکومت کی بنیاد رہبانہ انداز پر رکھی۔ نظام حکومت کے متعلق اس کی تفہیم ایک عام امیر کی سی تھی۔ صرف اتنا فرق تھا۔ کہ اس کا نظام وسیع پیمانہ پر تھا۔ قبائلی نظام میں قبیلے کا سردار اور

اس کا خاندان حکمران ہوتا تھا۔ اور اس نظام میں چنگیز خاں اور اس کا قبیلہ حکمران تھا۔ چنگیز خاں کا کبھی یہ خیال نہیں ہوا کہ وہ ایک جمہوری امیر ہے۔ وہ صرف اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔ جس نے تمام مغل قبائل کو جمع کیا تھا۔ اس کے پیغامات، خطبات اور ضابطوں کا روئے سخن لوگوں کی طرف نہیں بلکہ ہمیشہ شہزادوں، نویان اور سرداروں کی طرف رہا ہے۔

۱۲۰۶ء میں چنگیز خاں نے اپنی فوج خاصہ کو ترتیب دیا۔ اس فوج خاصہ کی ترتیب سے نہ صرف اپنی حفاظت مدنظر تھی بلکہ ایک ایسے فوجی ادارہ کا قیام مدنظر تھا جو قوم کی تربیت کا مرکز بنے۔ اور اس کی نگرانی میں قابل اعتماد لفٹننٹ تیار ہوں۔ وہ اپنے فوجی افسروں سے براہ راست تعلق رکھ سکے۔ اور ان کی استعداد کے مطابق انہیں کام سپرد کیا جائے۔

چنگیز خاں کا حکم تھا ـــــ "فلک لازوال نے ہمیں قوموں کی سرداری دی ہے۔ اسی لیے ہماری فوج خاصہ کے سپاہی اور تیر انداز طبقہ امراء میں سے ہونے چاہئیں۔ یہ لوگ جو ہماری ذات سے وابستہ ہوں گے ان کا انتخاب رؤسا کے لڑکوں اور آزاد نوجوانوں سے ہوگا۔ وہ جفاکش مستعد اور اچھی بناوٹ کے ہونے چاہئیں۔ جو سردار اس فرمان کی حکم عدولی کرے گا۔ اسے سزا دی جائے گی۔" چنگیز خاں کا یہ ضابطہ تھا اور اس نے اسے مشتہر کر دیا تھا کہ "ہماری فوج خاصہ کا ہر سپاہی دوسری فوج کے سپاہی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اگر دوسری فوج کا کوئی سپاہی ہماری فوج خاصہ کے کسی سپاہی کے اپنے آپ کو ہم پلہ خیال کرے گا یا اس ضمن میں اس سے بحث کرے گا یا اس سے لڑے گا اسے سزا دی جائے گی۔" فوج خاصہ کے تمام سپاہی شہنشاہ کے ذاتی دائرہ مشاہدہ میں تھے اور وہ ان کے مقدمات کے فیصلے خود کرتا تھا۔ چنگیز خاں کا یہ فرمان تھا کہ "کوئی فوج خاصہ کا افسر اس کی اجازت کے بغیر اپنے ماتحتوں کو سزا نہ دے۔ اگر کوئی سپاہی مجرمانہ فعل کا مرتکب ہو تو اس کی اطلاع اسے دی جائے۔ اس اطلاع کے بعد جو سزا ئے قتل کا مستحق ہوگا اسے قتل کیا جائے گا۔ یا جرم کے مطابق دوسری بدنی سزا دی جائے گی۔" ایک دفعہ چنگیز خاں نے اپنی فوج خاصہ کے سپاہیوں کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا "تم میری فوج خاصہ کے سپاہی ہو۔ رات کو پہرہ دیتے ہوتاکہ میری روح اور جسم کا امن قائم رہے۔ تم برشگال اور برف باری میں اور جنگ کے دوران میں میرے خیمہ کی حفاظت کرتے ہو۔ تمہارے ذریعہ سے ہم نے یہ مرتبہ حاصل کیا ہے۔ ہمارے جانشین ہماری فوج خاصہ کو ہماری یادگار تصور کریں گے۔ اور ان کا خاص خیال رکھیں گے۔ وہ ان میں نفرت کے جذبات پیدا نہیں کریں گے۔ بلکہ انہیں محافظ روحین سمجھیں گے۔"

چنگیز خاں کا فوجی افسروں کے تقرر میں انتخاب اس کی غیر معمولی مردم شناسی کی قوت کو واضح کرتا ہے۔ یہاں اس کی فطری قابلیت بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ رعایا سے اس کے مطالبات بہت سخت ہوتے تھے اور جن کے ساتھ تعلقات ہوا کرتے تھے ان کی طرف فوری التفات کرتا تھا۔ اس کی خواہش یہ ہوا کرتی تھی کہ ہر وقت خواہ وہ دور دراز مہمات میں مصروف ہو لیکن ان کی قسمت کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں رہے یہ چنگیز خاں کے نزدیک قدرتی نتیجہ تھا۔ اس استحقاق کا جو رئیسانہ نظام کو حاصل ہے۔ مثال کے طور پر جب اس نے اپنے جرنیل سوبدی بہادر کو توختا کے لڑکوں کے تعاقب میں روانہ کیا تو اسے ہدایت کی: "اگر کوئی شخص تمہارے حکم کی خلاف ورزی کرے اور وہ کوئی ایسا شخص ہو جسے میں جانتا ہوں تو اسے میرے پاس روانہ کرو۔ میں اس کا فیصلہ کروں گا۔ اگر وہ مجھ سے واقف نہیں تو اسی جگہ پر اسے سزا دو۔ جہاں اس نے عدول حکم کیا ہے۔"

تمام مغل اب ایک منظم فوج تھی۔ اور یہ فوج صدجات۔ ہزارجات میں منقسم تھی۔ دو ہزار۔ تین ہزار اور پانچ ہزار کے فوجی حصص بھی ہوتے تھے۔ اور دہ ہزارجات بھی تھے۔ فوج کی اس تقسیم کو مدنظر رکھتے ہوئے قبائل کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا تاکہ مطلوبہ سپاہیوں کا اجتماع فوری اطلاع پر ہو سکے۔ فوج کے ہر حصہ پر ایک ایسا فوجی افسر متعین کیا جاتا تھا جسے چنگیز خاں بذاتِ خود جانتا ہو اور جو اپنے ماتحت سپاہیوں کے اقربا میں سے ہو۔ یہ پالیسی قبائلی نظام میں انتشار نہیں پیدا ہونے دیتی تھی۔ اور اس قبائلی نظام کو

ایک باقاعدہ فوجی نظام کی تشکیل بھی دے دیتی تھی۔ ان رؤسا پر جو اتفاق سے رئیس بن جاتے تھے ایسے افسر مقرر کیئے جاتے تھے جو انہی کی نسل سے ہوں۔ اور فوجی خدمات کی وجہ سے خان سے متعلق ہوں۔ قدیم دستور کے مطابق فوج تین حصوں میں منقسم ہوتی تھی۔ لشکر کا قول یعنی مرکز نایا آ کی سرکردگی میں تھا۔ فوج جرنغار یعنی مشرقی حصہ جرنیل مقولی کے ماتحت ہوتا تھا۔ فوج برنغار یعنی مغربی حصہ بغورچی کے زیر کمان تھا۔ جب چنگیز خاں نے بغورچی کو برنغار کا افسر مقرر کیا تو اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں تمہیں ۹ جرموں کی سزا سے آزاد کرتا ہوں۔ تم فوج برنغار کی سرداری کرو اور مغربی ممالک پر کوہ التائی تک حکومت کرو۔" اور اس موقعہ پر مقولی سے کہا: "تم فوج جرنغار کے افسر ہو۔ تم مشرقی ممالک پر حکومت کرو۔ تمہارے ورثا کو یہ رتبہ ورثہ میں دیا جائے گا"

چنگیز خاں کی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ تمام جرنیل اس کے منتخب شدہ ہوں۔ اور ان کی خصوصیات سے وہ بذاتِ خود واقف ہو۔ اور وہ ان کے اعمال کا براہ راست محاسبہ کرے۔ "صدجات۔ ہزارجات اور دہ ہزارجات کے افسروں کو جنہیں نویان کہتے تھے"۔ اس نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "تم میں سے وہ لوگ جو سال کے شروع اور اختتام پر جمع ہو کر ہمارے احکام کو سنتے ہیں۔ اور اس کے بعد اپنے خیموں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔ وہی کمان کرنے کے قابل ہیں۔ اور ان لوگوں کی حالت جو باقاعدہ حاضر ہو کر ہمارے احکامات کو نہیں سنتے اس پتھر کی سی ہے جسے گہرے پانی میں پھینک دیا گیا ہو یا اس تیر کی سی ہے جسے نرسلوں کے بن میں پھینک دیا جائے۔ ایسے لوگ کمان کرنے کے قابل نہیں ہیں۔" ایک دفعہ جب سوبدائی بہادر ایک مہم پر روانہ ہونے لگا۔ تو چنگیز خاں نے اسے کہا۔ "گو تم مجھ سے ایک دُور افتادہ مقام پر ہو گے۔ لیکن در اصل تم میرے قریب ہو گے۔ سر رستہ میں آسمان یقیناً تمہاری حفاظت اور مدد کرے گا۔"

مختصر یہ کہ مغل رؤسا فوج کی کمان کرتے تھے۔ فوج خاصہ میں خدمت بجا لاتے تھے اور خان کی فرودگاہوں میں انہیں مختلف عہدے حاصل تھے۔ چنگیز خاں کی فرودگاہیں چار تھیں۔ یعنی اس کی چار بیویوں کے علیحدہ علیحدہ خیمے تھے۔ ان کے علاوہ اس کے اعزا و اقربا اور دیگر

امراءِ عساکر کے صدر مقامات تھے جو ان امراءِ عساکر کے علاوہ کمانڈروں اور نویان پر مشتمل تھے ایک جماعت آزاد لوگوں کی تھی جنہیں متعدد خدمات کے صلہ میں محصول اور لگان وغیرہ معاف تھے اور مالِ غنیمت اور شکار پر انہیں پورے حقوق حاصل تھے یعنی وہ مالِ غنیمت اور شکار کو حکومت کے حوالے نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے استعمال کے لئے رکھ سکتے تھے۔ اس آزاد طبقہ میں سے بعض نویان کے درجہ تک پہنچ جاتے تھے۔ جو رؤسا کارہائے نمایاں کرتے تھے انہیں لوگوں پر حکومت کرنے کا حق دیا جاتا تھا۔ چنانچہ جبی اور سوبدائی کو چنگیز خاں نے کہا تھا "وہ لوگ جنہیں تم نے مسخر کیا ہے اور اپنے حلقہ اثر میں لائے ہو ان پر اپنے فوجی رتبہ کے مطابق حکومت کرو۔" بعض مثالیں ایسی بھی پائی جاتی ہیں کہ چنگیز خاں نے دیگی گُدر سے کہا "تم بے خانماں لوگوں کو جمع کرو اور ان پر حکومت کرو" وغیرہ وغیرہ۔

اس فوجی اصلاح اور رؤسا کی اصلاح کے بعد چنگیز خاں نے اپنے صدر مقامات کی تنظیم پر خاص توجہ دی۔ شکار کے انتظامات کو مضبوط کیا اور فوج کے لئے رسد وغیرہ کا انتظام کیا۔ اور مدنی حکومت کی تنظیم کی۔ فوجی تنظیم کی نسبت مدنی تنظیم اس کے لئے نسبتاً مشکل کام تھا۔ کیونکہ مغل اس زمانہ میں تمدنی لحاظ سے بہت ادنیٰ درجہ پر تھے۔ چنگیز خاں امی محض تھا۔ کسی دوسری زبان سے سوائے منغولستانی زبان کے واقفیت نہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم نائمان پر فتح حاصل کرنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ فنِ تحریر بھی کوئی چیز ہے۔ تاتا تنگا ایک ایغور تھا جو تایان خاں کا ملازم تھا۔ اس کے پاس مہر رہتی تھی۔ یہی تاتا تنگا مغلوں کا پہلا استاد ہے۔ چنگیز خاں نے حروفِ تہجی سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن اپنی فراست اور عقل سے جو اس کا خاصہ تھا۔ اس نے اس کی اہمیت کا اندازہ کر لیا۔ ان سب کے علاوہ وہ حکومت کی ضروریات کے لئے بعض عمارات بھی تعمیر کرانا چاہتا تھا ——— اس نے حکم دیا کہ اس کے اقربا اور متعلقین کو پڑھنا لکھنا سکھایا جائے۔ چنگیز خاں کا منہ بولا بھائی جس کا نام شیگی کتکو تھا۔ لکھنے پڑھنے میں بہت ترقی کی۔ اور ایغور ثقافت کے قابل القاب کے لئے موزوں

ثابت ہوا۔ اسی بنا پر چنگیز خاں نے اسے چیف جج بنایا اور اسے مندرجہ ذیل ہدایات دیں:۔

"تمام اقوام پر ہمارا تسلط مستحکم ہو چکا ہے۔ تم ہمارے کان اور آنکھیں بنو۔ کوئی شخص تمہاری حکم عدولی کرنے نہ پائے۔ ہم تمہیں چوری اور دھوکے کے مقدمات میں فیصلے اور سزا کا اختیار دیتے ہیں۔ . . . ان لوگوں کو سزائے موت دو جو اس سزا کے مورد ہوں۔ اور اپنے فیصلوں کو لوحِ اسود پر تحریر کر دو تاکہ لوگ مستقبل میں تمہارے فیصلوں کو تبدیل نہ کریں۔"

چیف جج کے تقرر اور انتخاب میں بھی چنگیز خاں نے اس مردم شناسی کا ثبوت دیا جو اس کا خاصہ تھا۔ کیونکہ شیگی کتکو نے اپنے فرائض کو قابلِ تقلید حسن خلق اور دیانت سے پورا کیا۔ اس کے فیصلوں سے بعد کے جج سند دیتے تھے۔ شیگی کتکو اس شہادت کو کوئی وقعت اور اہمیت نہ دیتا تھا جو جذبۂ خوف کے ماتحت دی جائے۔

چنگیز خاں اپنی ہر بات میں عملی پہلو کو نمایاں طور پر مدِ نظر رکھتا تھا۔ اس نے جدید ایجاد شدہ حروفِ تہجی سے بھی فائدہ اٹھایا اور اپنے اقوال کو معرضِ تحریر میں لانے کا حکم دیا اور "یاسا" کو بھی لکھا گیا۔ یہ مغلوں کا "مجموعہ قوانین" ہے۔ چنگیز خاں کے اقوال اور یاسا ایک وقت میں نہیں لکھے گئے۔ یہ آہستہ آہستہ مرتب ہوئے۔ یہ چنگیز خاں کی ساری زندگی کا ماحصل ہیں۔ اس نے "یاسا" یعنی مجموعہ قوانین کی ترتیب کو خاص اہمیت دی۔ اس کا قول تھا۔ "بعد میں آنے والے حکمران اور ان کے علاوہ سلطنت کے عمائد۔ رؤسا اور نویان جو ان کے مشیر کار ہوں گے۔ "یاسا" کی پابندی نہیں کریں گے تو حکومت درہم برہم ہو جائے گی اس وقت انہیں کسی اور چنگیز خاں کی تلاش ہو گی۔ لیکن اور چنگیز خاں پیدا نہ ہو گا۔ اگر ہمارے بعد آنے والے ہمارے ورثا خواہ وہ پانچ سو سال بعد ہوں۔ ہزار سال بعد ہوں یا دس ہزار سال بعد ہوں۔ "یاسا" کا احترام کریں گے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں کریں گے تو آسمان کی طرف سے انہیں اقبال مندی عطا کی جائے گی۔"

اس طرح سے "یاسا" کی پابندی ہر ایک پر لازمی قرار دی گئی۔ حتیٰ کہ چنگیز خاں نے

اپنی ذات کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ چنگیز خاں کا یہ خیال تھا کہ ایک ایسا قانون مدون کیا جائے جو غیر متبدل ہو۔ جس کے سامنے اس کے ورثا سر خم تسلیم کریں۔ چنگیز خاں نے اس قانون کو نہ تو مہذب اقوام سے لیا جن سے اس کا تعلق پیدا ہوا اور نہ ہی اس کا ماخذ وحی اور الہام ہے۔ گو ایک حد تک اس نے ان دو ماخذوں کو بھی پیش نظر رکھا۔ اس نے "یاسا" کو اپنی قوم اور قبیلے کی قدیم روایات، رواج اور خیالات سے مرتب کیا۔ اس کا خیال راسخ تھا کہ ان روایات کو بلند کرنے سے اور انہیں عام قانون کی حیثیت دینے سے وہ ایک ایسا قانون مدون کرلے گا جو ہمیشہ کے لئے اس کی قوم کے لئے مفید اور کافی ہوگا۔ لیکن دنیا کا یہ دستور نہیں۔ دنیا میں ہر ایک چیز تغیر پذیر ہے۔ اور اپنے وقت پر بدل جاتی ہے۔ ایک وقت آیا کہ یہ مجموعہ قوانین جس کا نام "یاسا" تھا اپنی ضروریات کو پورا کر کے ختم ہو گیا۔ اور مغولستان کے موجودہ مغلوں کو اس کی ایک دفعہ بھی یاد نہیں۔ اس کا متن بھی محفوظ نہیں رہا۔ یہ جستہ جستہ باقی ہے اور ان اجزاء سے ہی ہم کل کا اندازہ کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک زمانہ میں اس نے ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا۔ مغلوں کے تمام شعبہ ہائے حیات کو متاثر کیا۔ اور اس سے وہ اقوام بھی اثر پذیر ہوئیں۔ جنہیں مغلوں نے فتح کیا۔

"یاسا" پر بڑی سختی سے عمل درآمد کیا جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں جرائم کی تعداد بہت کم ہو گئی۔ قتل، ڈاکہ، جھوٹ، زنا قریباً قریباً ناپید ہو گئے۔ "یاسا" سے طبقہ امراء کا قانون پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ لیکن عوام اور غلاموں کے لئے یہ ظلم و ستم کا ذریعہ بن گیا۔

"بلیک" چنگیز خاں کے ان اقوال کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً اس کے منہ سے نکلے۔ اور آہستہ آہستہ مرتب ہوئے۔ ان اقوال میں وہی قول محفوظ کیا گیا جس کے متعلق چنگیز خاں کی خواہش تھی کہ وہ محفوظ رہے۔ اس کے زیادہ تر اقوال بعینہٖ ہی محفوظ رہے ہیں۔ ان کے محفوظ رہنے میں آسانی بھی اسی لئے پیدا ہوئی۔ چنگیز خاں اپنے اقوال کو نظم کی شکل دے دیتا تھا۔ اور یہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا۔ اس ذریعہ سے ایک امی قوم نے اپنے آباؤ اجداد

کے اصولوں کو برقرار اور محفوظ رکھا۔ لیکن بعد میں مغل زیادہ اہمیت چنگیز خاں کے اقوال ہی کو دیتے تھے۔ یہ اقوال ہر امیر کی تعلیم کا ضروری جزو تھے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ "یاسا" کی مانند "بلیک" بھی جستہ جستہ ملتے ہیں۔ تھوڑے سے اقوال محفوظ رہے ہیں جو چینی اور اسلامی مصنفین کی تصانیف میں ملتے ہیں۔

فوجی انتظام اور مدنی ضابطہ کو قائم کر کے چنگیز خاں نے "بیکی" کے عہدہ کو قائم کیا۔ جو حکومت کی طرف سے تسلیم شدہ "شامان" تھا اور اسے باقاعدہ اختیارات بھی دیئے گئے تھے۔ "بیکی" کا لقب قدیم سے چلا آتا تھا۔ اور جنگلی قبائل کے قائدین اسے اختیار کرتے تھے۔ ان قائدین میں حکومت اور مذہب کے اختیارات مجتمع ہو جاتے تھے اور یہ اختیارات انہیں قبیلے کے جدِ امجد اور روح محافظ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دیئے جاتے تھے۔ اب چنگیز خاں نے باضابطہ شامان مقرر کیا اور سب سے پہلا "بیکی" اوسون نامی ایک بوڑھے کو جو بارین قبیلہ سے تھا مقرر کیا گیا۔ یہ قبیلہ "بودن چار" کی بڑی شاخ سے تھا۔ جو مغلوں کے قصص و روایات میں ایک نمایاں شخصیت تھا۔ یہ خیال تھا کہ اوسون کو اپنے جدِ اعلیٰ سے خاص تعلق ہے۔ اس لئے وہ اس قابل ہے کہ اس کی نمائندگی کرے۔ چنگیز خاں نے اوسون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اوسون! تم بارین قبیلہ میں سب سے بوڑھے اور بزرگ ہو۔ تم "بیکی" بنو۔ اپنے رتبہ کے مطابق سفید گھوڑے پر سوار ہو۔ سفید لباس پہنو اور مجلس کے صدر بنو۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ ہمیں آگاہ کرو کہ کونسا مہینہ اور کونسا سال مبارک ہے۔"

اس دوران میں جو مہمات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس میں بذاتِ خود چنگیز خاں نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ سلطنت کی حدود مغولستان سے باہر نکل کر وسیع ہو گئیں۔ ۱۲۰۷ء میں چنگیز خاں کے بڑے لڑکے جوجی کو فوج برنغار کے ساتھ جنگلی قبائل اویرات اور قرغیز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہ قبائل مغلوں کی نسل سے نہیں تھے۔ یہ وادیٔ ینیسی میں آباد تھے۔ اس وادی میں غلہ کی افراط تھی۔ مسلم اور ایغور تاجر غلہ کی برآمد کرتے تھے۔ جوجی کو ان قبائل کے خلاف کامل فتح ہوئی اور اس طرف سے حملہ کا کوئی خطرہ اور امکان نہ رہا۔ اور تجارتی رستوں پر بھی قبضہ ہو گیا۔

ایغور قبیلہ نے بلا جبر و اکراہ اطاعت قبول کر لی ۔ ایغور حکمران کا لقب اید یقوت تھا۔ اس نے ایک ایلچی چنگیز خاں کی خدمت میں روانہ کیا اور خود بھی اپنے جدید حکم فرما کی خدمت میں عہد اطاعت کے لئے حاضر ہوا۔ چنگیز خاں نے اپنی بیٹی الچال تون کی شادی اید یقوت سے کر دی ۔ ۱۲۱۱ء میں قبلائی نویان نے جبتبو کا ایک علاقہ فتح کر لیا ۔ اور چنگیز خاں کی حکومت قدیم تہذیبوں کے گہواروں پر بھی وسیع ہونے لگی ۔ حکومت کے آئین اور دستور کے مطابق چنگیز خاں نے مفتوحہ علاقوں میں سے بعض علاقے یا جگیر اعلاقوں کے طور پر اپنی والدہ۔ بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ مخصوص کر دیئے ۔ اس تقسیم سے سلطنت کو مزید استحکام ملا جو اس کی اور "غیر متغیر یاسا" کی قوت سے پہلے ہی مضبوط ہو چکی تھی ۔ یہ تقسیم بھی قدیم دستور کے مطابق ہوئی اور اس نے ثابت کر دیا کہ تمام سلطنت اس کے قبیلہ کی ملکیت ہے ۔ جوجی جب مہم سے واپس آیا تو چنگیز خاں نے اسے خطاب کیا : "ہمارے بیٹوں میں تم سب سے بڑے ہو ۔ تم پہلی دفعہ جنگ کے لئے نکلے ہو ۔ تم نے جنگلی قبائل کو بغیر اپنی فوج کو تھکانے کے فتح کیا ہے ۔ ان مفتوح قبائل کو ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں ۔"

اب چنگیز خاں کی عمر پچاس سے اوپر ہو چکی تھی ۔ اس کی صحت اچھی تھی ۔ مستقبل امید افزا تھا ۔ چنگیز خاں کو فلک لازوال کی مدد پر کامل بھروسہ تھا ۔ اس کا خیال تھا کہ فلک لازوال تمام دنیا کی سرداری اسے اور اس کے قبیلہ کو دینا چاہتا ہے ۔

ساتواں باب

شامان توفچو سے کشمکش!

چنگیز خاں صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ توہم پرست بھی تھا۔ اور ویسے بھی مغلوں کے قدیم مذہب میں توہم پرستی کی گنجائش کافی تھی۔ فلک لازوال اور روح محافظ کی مرضی معلوم کرنے کی خواہش مغلوں کو شامانوں اور ساحروں سے راز و نیاز کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ لیکن اس توہم پرستی کا شکار ہونے کے باوجود چنگیز خاں نے ان توہمات میں ایک توازن اور حریت فکر کو قائم رکھا تھا۔۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ بچپن کے راسخ شدہ توہمات کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ وہ واقعہ جو موجودہ باب کا عنوان ہے وہ اس ضمن میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بیوطہ ان واقعات کے بعد چنگیز خاں ساحروں اور شامانوں سے مشورہ تو لیتا رہا۔ لیکن وہ محتاط ہو گیا۔ اگر وہ دیکھتا کہ ساحر کا جواب یا خود اس کا توہمانہ جذبہ عام عقلی معیار پر پورا نہیں اترتا یا ان تجاویز کے مطابق نہیں ہے جو اس کی روح رواں تھیں تو وہ اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیتا۔ کبھی اس نے صرف یک طرفہ جذبات کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ وہ ایک آہنی قوت ارادی کا مالک تھا۔ جو اس کے اپنے توہمات کو بھی قابو میں رکھ سکتی تھی۔

منلیک وہ شخص ہے جس کے سپرد یسوکی بہادر نے بستر مرگ پر اپنے اہل و عیال کو کیا تھا۔

منلیک کے سات بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک مشہور ساحر تھا۔ اس کا نام قوچو تھا۔ لیکن وہ تب تنگری کے نام سے بھی مشہور تھا۔ چنگیز خاں کو اس پر اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا کہ قوچو ارواح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ آسمان پر چڑھ سکتا ہے۔ اور جن اس کے محافظ ہیں۔ اس نے چنگیز خاں کی سلطنت کی تعمیر میں کافی حصہ لیا تھا اور وہ خود بھی پس منظر میں نہیں رہنا چاہتا تھا کیونکہ وہ ایسے خاندان کا فرد تھا جو چنگیز خاں سے متعلق تھا اس لئے اسے ہر ایک حق پہنچتا تھا کہ اپنے آپ کو طبقہ امرا میں سے خیال کرے۔

قوچو کی یہ اولوالعزمی تھی کہ وہ اپنی شامانی خصوصیت اور روحوں سے کلام کرنے کی استعداد کو استعمال کر کے چنگیز خاں کو متاثر کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ سلطنت کے امور میں مداخلت کر سکے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ بلند ہمتی کی اور تجاویز بھی وہ اپنے سینہ میں پرورش کر رہا ہو کیونکہ طبقہ امراء سے اس کے تعلقات نہایت گہرے تھے۔ ایک دفعہ تب تنگری کی چنگیز خاں کے بھائی قسار سے لڑائی ہو گئی۔ لڑائی کے بعد وہ چنگیز خاں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ "روح نے مجھے فلک لازوال کے حکم سے آگاہ کیا ہے کہ پہلے چنگیز خاں اقوام پر حکومت کرے گا اور اس کے بعد عنان حکومت قسار کے ہاتھ میں آئے گی۔ اگر تم قسار کو کسی مناسب طریقہ سے علیحدہ نہیں کر دو گے۔ تو تمہارے مقاصد معرض خطر میں ہیں۔" تب تنگری کا اندازہ بالکل صحیح تھا۔ اس کے الفاظ نے خاطر خواہ اثر پیدا کیا۔ کیونکہ چنگیز خاں میں طاقت کی رقابت بہت زیادہ تھی۔ اسی رات چنگیز خاں قسار کے ہاں گیا اور اسے حراست میں لے کر اسے ٹوپی اور پیٹی سے محروم کر دیا۔ اور اس پر جرح شروع کر دی لیکن اس موقع پر ان کی ماں اولون اچانک درمیان آ گئی۔ کیونکہ اسے خدام نے اس واقعہ کی اطلاع کر دی تھی۔ اس نے قسار کے بند کھول دیے اور ٹوپی پیٹی اسے واپس کر دی۔ اس کے بعد وہ زمین پر پالتی مار کر بیٹھ گئی اور اپنی چھاتیوں کو ننگا کر کے غصہ کے ساتھ یوں گویا ہوئی۔ "کیا تم انہیں دیکھتے ہو (چھاتیوں کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے) یہ چھاتیاں ہیں جہاں سے تم دونوں نے دودھ پیا ہے۔ آخر قسار نے وہ کونسا جرم کیا ہے جو تم اس کی جان کے لاگو بن رہے ہو ؟ اور خود اپنے گوشت پوست کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ جب تم دودھ پیتے بچے تھے۔ تم صرف میری ایک چھاتی کا دودھ پی سکتے تھے۔ قاچون اور اتچیگین دونوں مل کر دوسری چھاتی کا دودھ نہیں پی سکتے تھے۔ صرف قسار میری دونوں چھاتیوں کا دودھ پی سکتا تھا۔ تمہارے اندر عقل اور اعلیٰ استعداد تھی اور قسار کے پاس قوتِ بازو اور تیر اندازی کی مہارت تھی۔ ہر دفعہ جب لوگ تمہارے خلاف بغاوت کرتے تھے تو وہ تیر اندازی کے زور سے ان کی بغاوت کو فرو کرتا تھا۔ لیکن اب جبکہ تمہارے دشمن تباہ اور سرنگوں ہو چکے ہیں۔ غالباً قسار کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔" چنگیز خاں اپنی والدہ کی ملامت سے بہت شرمندہ ہوا اور خیمہ سے باہر نکل گیا لیکن اس نے قسار کے آدمیوں میں کمی کر دی۔

باوجود اس کے کہ تب تنگری کی کوشش ناکام رہی اور وہ دونوں بھائیوں کے درمیان فساد نہ ڈلوا سکا۔ لیکن تب تنگری باقاعدہ چنگیز خاں کے پاس آتا رہا اور اسے ہدایات اور مشورہ دیتا رہا۔ تب تنگری کی اہمیت اور اثر روز بروز زیادہ ہو رہا تھا۔ طبقہ امراء میں کافی لوگ اس کے پیرو تھے۔ جو توہمانہ طور پر اس کا احترام کرتے تھے۔ اور عوام کی توجہ دوسرے تائدین سے ہٹ کر اس کی طرف منتقل ہو رہی تھی۔ تب تنگری اپنے بھائیوں کی حمایت سے روز بروز چنگیز خاں کے خاندان سے گستاخیاں کر رہا تھا۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے چنگیز خاں کے چھوٹے بھائی کی گستاخی کی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ چنگیز خاں کی بیوی بورتہ نے اسے کہا۔
"یہ کیا انتظام ہے ؟ اگر یہ لوگ تمہارے بھائیوں کو تباہ کر دیں گے جن میں صنوبر جیسی شان ہے۔ تو وہ لوگ جن کی مثال پرندوں کی سی ہے یا طوفان گرد و باد میں گھاس کی سی ہے وہ تمہارے بعد تمہارے بیٹوں کی حکم عدولی کریں گے۔"

چنگیز خاں اس نتیجہ پر پہنچ گیا تھا کہ معاملہ حد سے گزر گیا۔ اب زیادہ برداشت نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے توہمانہ خوف کو دباتے ہوئے اس نے اپنے بھائی اتچیگین جس کی توہین تب تنگری

نے کی بھی کہا۔ "آج جب تب تنگری آئے تم جو چاہو اس سے سلوک کر سکتے ہو۔" جب تب تنگری چنگیز خاں کو ملنے آیا۔ تو اس کا باپ اور بھائی بھی ہمراہ تھے۔ اتچگین نے اسے گریبان سے پکڑ لیا۔ چنگیز خاں نے حکم دیا کہ اگر وہ کشتی لڑنا چاہتے ہیں تو اس کے سامنے سے چلے جائیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہوتے ہوئے خیمہ سے باہر چلے گئے۔ جونہی کہ وہ دروازہ سے باہر نکلے۔ تو تین قوی ہیکل آدمیوں نے جو پہلے سے اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ تب تنگری کو پکڑ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی۔ اتچگین خیمہ میں واپس چلا آیا۔ اور کہنے لگا۔ "تب تنگری کشتی لڑنا نہیں چاہتا۔ وہ لیٹ گیا ہے اب اٹھے گا نہیں۔" منلیک جو تب تنگری کا باپ تھا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور چنگیز خاں سے کہنے لگا۔ "میں نے اس وقت آپ کا ساتھ دیا جب کہ آپ کا عروج شروع نہیں ہوا تھا۔ اور اب تک اسی حالت پر قائم ہوں۔"

لوگوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جو ایک شامان کے قتل پر پیدا ہو جانا یقینی تھا چنگیز خاں نے اعلان کیا۔ "تب تنگری نے میرے بھائیوں کو مارا۔ اور بے انصافی سے ان پر بہتان باندھا۔ اس لئے آسمان نے اس سے محبت کرنا چھوڑ دیا۔" لوگوں میں جو حد درجہ توہم پرست تھے۔ یہ افواہ پھیل گئی کہ تیسرے دن شامان کا جسم خیمہ کے دودکش سے صعود کر گیا۔ اس واقعہ سے چنگیز خاں نے استنباط کیا کہ لازوال فلک نیلگوں اس کے اور اس کے خاندان کی پشت پر ہے۔ جو کوئی بھی خان کے خلاف اٹھے گا۔ وہ اسے سزا دے گا۔ اور دوسرے چنگیز خاں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا کہ ایک شامان بھی بہتان تراشی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ یہ الفاظ صرف عوام کے لئے کہے گئے تھے۔ جو توہم پرست تھے۔ اور شامان کے معتقد تھے۔ لیکن جو کچھ چنگیز خاں نے تب تنگری کے والد منلیک سے کہا وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ اور اس کے قلب و دماغ کی حقیقی کیفیت کو واضح کرتا ہے۔ "تم نے اپنے بیٹوں کی تربیت اچھی طرح نہیں کی۔ وہ میرے برابر ہونا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے مروا دیا۔ اگر میں تم میں اور تمہارے بچوں میں اس سے پیشتر یہ خصوصیات دیکھتا۔ تو میں اس سے بہت پہلے تمہارا خاتمہ کر چکا ہوتا۔ لیکن اپنی عادت کے مطابق

چنگیز خاں نے اس موقعہ پر بھی ضبط نفس کا ثبوت دیا۔ اور ظلم و عدوان سے باز رہا۔ اس نے منلیک سے کہا۔ "صبح وعدہ کر کے شام کو بدل جانا اور شام کو وعدہ کر کے صبح بدل جانا عقلمندوں کی نگاہ میں اچھا نہیں۔ میں نے تمہیں سزائے موت سے آزاد کیا تھا۔ اب بھی میں اسی پر قائم ہوں اب معاملہ یہیں پر ختم ہو جانا چاہیئے۔"

قوقچو کی موت پر وہ آخری آدمی بھی منولستان سے رخصت ہو گیا جو چنگیز خاں سے برابری اور ہمسری کا دعوے کر سکتا تھا۔ یا کبھی عدول حکم کر سکتا تھا۔ اب چنگیز خاں کے عزم آہنی کے سامنے سب لوگ سر تسلیم خم کرتے تھے۔ جس نے ایک معمولی خانہ بدوش کی حالت سے ایک صاحب جبروت شہنشاہ کے رتبہ تک ترقی کی تھی۔

آٹھواں باب

چین اور سی ہیا پر چڑھائی

جس وقت چنگیز خاں نے مغولستان کی فتح مکمل کر لی اور تمام خیموں میں رہنے والے قبائل اور نسلوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا تو اب اس نے اپنے آپ کو قدیم اور مہذب سلطنتوں کے سامنے پایا۔ جو مغولستان کی سطح مرتفع سے جنوب میں پھیلی ہوئی تھیں یعنی چین اور سی۔ہیا — چین کی دولت، سرزمین چین کے پھل اور چین کی تہذیب شمالی خانہ بدوشوں کے لئے بڑی جاذب توجہ چیزیں تھیں۔ وہ ان پر آنکھیں جمائے رہتے تھے۔ اور یورش کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اگر حملوں اور یورش میں ناکام ہوتے تھے تو پھر تجارت کے ذریعہ ان اشیاء کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وقفوں کے بعد وہ چین پر حملہ کرتے۔ اس کے شہروں پر قابو پا کر صوبوں پر تسلط حاصل کرتے۔ انہی خانہ بدوشوں میں ہی سے شاہی خاندان کی بنیاد پڑ جاتی۔ جلد ہی یہ خاندان نابود بھی ہو جاتے اور چین کے انسانی سمندر میں غرق ہو جاتے۔ اور چین کی تہذیب میں جذب ہو کر رہ جاتے چین کی تاریخ میں ایسا بار بار ہوتا رہا البتہ تفصیلات میں کہیں کہیں کچھ فرق تھا۔ گویا چین ایک مقناطیس تھا جو خانہ بدوشوں کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ جو خود کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے تھے اور لوٹ مار سے محبت رکھتے تھے۔ جونہی شمال میں کوئی خانہ بدوش قوم عروج حاصل کرتی

وہ اپنا رُخ چین کی طرف کرتی۔ اور یورشوں اور حملوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اب جب کہ چنگیز خاں شمالی خانہ بدوشوں کی ایک متحدہ قوم کا سردار تھا۔ اس نے بھی اپنے آپ کو اس حالت میں پایا جس میں اس کے پیش رو ایسی صورت میں ہوا کرتے تھے۔ اسے بھی لوٹ مار کی خواہش کشاں کشاں چین میں لے گئی۔

اس زمانہ میں چین متعدد سلطنتوں میں منقسم تھا۔ جو قریباً قریباً رتبہ میں ایک دوسرے کے برابر تھیں۔ (الف) شمال مغربی سلطنت جس میں صحرائے گوبی کے کچھ حصص بھی شامل تھے سی ہیا کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ (ب) وہ علاقہ جسے اب منچوریا کے نام سے پکارتے ہیں اور جس میں چین خاص کے کچھ شمال مشرقی صوبے بھی شامل تھے جرچین کی مملکت تھا۔ یہ قوم مانچو تنگوز نسل سے تھی۔ جن کی سلطنت ان کے خاندانی نام قن سے مشہور تھی۔ قن کے معنی ہیں سونے کا۔ (ج) جنوب میں ایک آزاد سلطنت تھی۔ جس پر چین کا قومی خاندان سنگ حکمران تھا۔

چنگیز خاں نے اپنی مخصوص چالاکی اور احتیاط کو کام میں لاتے ہوئے چینی فتوحات کو سی ہیا کی مہم سے شروع کیا۔ کیونکہ اس سلطنت سے قرابت، نائمان اور مغل قبائل کے دیرینہ تعلقات تھے۔ اس سلطنت کے متعلق اس کی معلومات قطعی اور وسیع تھیں۔ اس سلسلہ میں ایغور تاجر جو اس ملک کے نشیب و فراز سے واقف تھے بہت مفید ثابت ہوئے۔ نائمانیوں پر فتح حاصل کرنے سے چنگیز خاں اس سلطنت کا پڑوسی بن گیا تھا۔

۱۲۰۹ء میں چنگیز خاں نے سی۔ ہیا کی سلطنت میں پیش قدمی کی۔ اور اس کے پایہ تخت جن ہین تک بڑھ آیا۔ اور سالانہ خراج کی شرط پر صلح ہوگئی۔ اور چنگیز خاں بہت سامال غنیمت لئے ہوئے اپنی چراگاہوں کو لوٹ آیا۔

بعض ماخذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ نائمان کے موقعہ پر بھی سی ہیا کی حکومت سے کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی۔ لیکن یہ اغلب نہیں کہ چنگیز خاں نے براہ راست اس چھیڑ چھاڑ میں حصّہ لیا ہو۔ یا چنداں دلچسپی کا اظہار کیا ہو۔ لیکن ۱۲۰۹ء کی جنگ میں جہاں

چنگیز خاں کے ہاتھ بہت سامانِ غنیمت آیا۔ وہاں سی۔ ہیا کی سلطنت اتنی کمزور ہوگئی کہ کچھ عرصہ کے لئے چنگیز خاں اس طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا۔ اور اس جنگ میں چنگیز خاں کی فوج کو قلعہ بند فوجوں سے لڑنے کا تجربہ بھی ہوگیا۔

اس کے بعد چنگیز خاں کو سلطنت قن سے مہم درپیش تھی۔ جس کو چنگیز خاں نے نہایت مستعدی اور حاضر دماغی سے سرانجام دیا۔ جذبۂ فتوحات کے علاوہ چنگیز خاں کو اس سلطنت سے دیرینہ شکایات بھی تھیں۔ اپنی مغربی سرحد کو مضبوط کرنے کے لئے خاندان قن نے اپنی پوری جدوجہد کے ساتھ چراگاہوں کے لوگوں کو روکے رکھا۔ اس خاندان کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی تھی کہ وہ ان خانہ بدوش قبائل کو ایک دوسرے کے خلاف اکسا کر لڑا دیتے تھے۔ بارھویں صدی عیسوی میں خاندان قن نے کچھ خود اور کچھ تاتاریوں کی مدد سے مغل قبیلہ کی عظمت کو قریباً ختم کر دیا تھا۔ قن پایہ تخت میں دو مغل قائدین کو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا گیا تھا۔ اب جب کہ چنگیز خاں نے اپنے قبیلہ کی عظمت رفتہ کو حاصل کر لیا تھا۔ بلکہ اسے خانہ بدوش سلطنت کا قاید بنا دیا تھا۔ وہ اپنے آباواجداد کے مظالم کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ قن اس کے خطرناک دشمن تھے۔ جنہوں نے اس کے قبیلہ پر ظلم ڈھائے تھے۔ اور ستم توڑے تھے۔ اس کے قبائلی احساس اور فرض منصبی نے اس انتقام کی طرف رہنمائی کی۔ جس سے اس کی عظمت قبیلہ کے لوگوں اور طبقہ امرا میں بہت بڑھ گئی اور ایک غارت گری کی مہم ایک شاندار قومی جہاد میں بدل گئی۔ اور چنگیز خاں کے سپاہیوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ اب وہ لوٹ مار اور یورش کے لئے نہیں جا رہے تھے بلکہ اپنے شہنشاہ کے دشمنوں کو سزا دینے جا رہے تھے۔ اپنے پرعظمت قبیلہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے جا رہے تھے۔

چنگیز خاں صرف اتنے ہی احساس پر اکتفا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ وہ اس میں مذہبی تقدس کی آمیزش بھی کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس مہم میں فلک نیلگوں یقیناً اس کی مدد کرے گا۔ اس مقصد کے لئے اس کا قبیلہ انتخاب کیا گیا ہے اور وہ اس کام کو بروئے کار لانے کے لئے مخصوص

کیا گیا ہے۔ قدیم مظالم کا بدلہ لینے کے لئے آسمان اس کی رہنمائی کرے گا۔ مہم پر روانہ ہونے سے پہلے وہ ایک خیمہ میں بند ہوگیا۔ اور تین دن تک اس میں رہا اور خیمہ کے گرد سپاہی نعرے لگاتے رہے "تنگری۔ تنگری"۔ (آسمان! آسمان!) چوتھے دن چنگیز خاں خیمہ سے باہر آیا۔ اور اعلان کیا کہ "فلک لازوال نے فتح کی بشارت دی ہے اور اب تم جاؤ اور قین لوگوں کو سزا دو"

یہ بھی لکھا ہے کہ چنگیز خاں ایک پہاڑی پر چڑھا۔ اپنی ٹوپی اتاری اور پیٹی گردن میں لٹکائی۔ اور لازوال فلک نیلگوں کو خطاب کرتے ہوئے دعا کی کہ وہ اس کی اور اس کے قبیلہ کی اعانت فرمائے تاکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے مظالم کا بدلہ لے سکے۔

تیاری کے دوران میں چنگیز خاں کو قین سلطنت کے متعلق اطلاعات موصول ہوتی رہیں۔ قین فوجوں کی نقل و حرکت کے حالات معلوم ہوئے۔ ان کے قلعوں اور آلاتِ جنگ کے ذخیروں کے جائے وقوع کا علم ہوا۔ یہ اطلاعات ان پناہ لینے والے اشخاص کے ذریعہ موصول ہوئیں جو قومی دشمنی کی وجہ سے وہاں سے فرار ہوئے۔ اونگوت قبیلہ کے مغل جو دیوار چین کے ساتھ آباد تھے۔ وہ بھی اچھے خبر دینے والے ثابت ہوئے۔ مسلم تاجروں کی اطلاعات ان سے بھی زیادہ اہم تھیں جنہیں بلند ثقافتی معیار کی وجہ سے مختلف قسم کے تجربات تھے اور حالات کی سازگاری حاصل تھی۔ وسطی ایشیا اور چین کی سب تجارت ان کے ہاتھ میں تھی۔ انہیں سب راستوں کا علم تھا اور ہر صوبہ کی حالت جانتے تھے اور ان کی واقفیت کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ چین اور مغولستان میں صرف یہی لوگ تھے۔ جن کا علم صرف ایک ملک میں مقید نہیں تھا۔ بلکہ ایران سے لے کر چین تک سب ممالک پر حاوی تھا۔ چنگیز خاں دیر سے ان لوگوں سے واقف تھا۔ اور ایسے حالات میں ان کی اہمیت کو خوب سمجھتا تھا۔ اپنی نصائح میں چنگیز خاں نے ان تاجروں کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ جو اپنے کام کو خوب سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ "ہمارے تاجر جو کپڑے اور دیگر اشیا کی تجارت کرتے ہیں تاکہ وہ نفع حاصل کریں اپنے کام میں غیر معمولی مہارت اور قابلیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح نویان کو چاہئے کہ وہ لڑکوں کو فن سپہ گری میں ماہر کریں اور انہیں اتنے

جری اور بہادر بنائیں۔ عتناکہ یہ تاجر اپنے فن میں ہیں۔"

دوسری طرف یہ تاجر لوگ یقین رکھتے تھے کہ چنگیز خاں صرف عادل اور کشادہ دل حکمران ہی نہیں ہے بلکہ ان کا مفاد بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ انہوں نے اس امر کو بھانپ لیا تھا کہ بتدریج چنگیز خاں کی حکومت کے مضبوط اور پائدار ہونے سے مختلف ممالک کے تجارتی تعلقات زیادہ آسان ہوتے جا رہے ہیں اور تجارت کا مارج بڑھ رہا ہے اور چنگیز خاں بھی انہیں اپنی مملکت کے لئے ناگزیر سمجھتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی رعایا کے لئے وہ ضروری اشیاء مہیا کرتے تھے۔ جو صرف مہذب ممالک ہی میں تیار ہو سکتی تھیں اور طبقہ امراء کے برسراقتدار ہونے کی وجہ سے ان کی مانگ روز بروز زیادہ ہو رہی تھی۔ مغل طبقہ امراء اور چنگیز خاں کے تعلقات باہم سمجھوتہ کی وجہ سے پائدار ہو چکے تھے۔ گو وہ عقیدہ کے لحاظ سے مذہب شمنیہ کے ہی پابند تھے لیکن مسلمان تاجروں کے ساتھ ان کے تعلقات نہایت محکم تھے کیونکہ یہ تاجر بھی مغلوں کے بہی خواہ تھے۔

تیرھویں صدی کے آغاز ہی سے قن سلطنت زوال آمادہ تھی لیکن وہ ایسا دیو پیکر مجسمہ نہیں تھا جسے ذرا بھی ٹھیس لگ جانے سے گرا دیا ہو۔ تھوڑا عرصہ پہلے اس نے اپنے دشمنوں کے حملوں کا جواب دے کر اپنی قوت کا ثبوت دیا تھا۔ چنگیز خاں جانتا تھا کہ وہ ایک زبردست دشمن پر حملہ کرنے لگا ہے۔ جس کے پاس متعدد قلعہ نما شہر ہیں۔ جن کے پاس سامان رسد کافی ہے اور وہ بڑی بڑی دیواروں سے گھرے ہوئے ہیں۔

چنگیز خاں ۱۲۱۱ء کے موسم بہار میں اپنی مہم پر روانہ ہوا۔ اس کے چاروں بیٹے جوجی۔ چغتائی۔ اوگدائی اور تولی اور بہترین جرنیل اس کے ہمراہ تھے عقب کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ فوج منگولستان میں چھوڑ دی گئی تھی۔ قن کو چنگیز خاں کی چڑھائی کا علم ہو چکا تھا اور انہوں نے اپنے تحفظ کے ذرائع اختیار کر لئے تھے۔ وہ شاید منگولستان پر جارحانہ حملہ بھی کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن جیسا کہ بعد کے حالات نے ظاہر کیا ان کی تیاری بہت ناکافی تھی۔ ان کی فوج گو

زیادہ تھی لیکن چنگیز خاں کی فوج سے اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔ سب سے بڑھ کر قن فوج میں وحدت نہیں تھی۔ اس میں تین نسلوں کے لوگ تھے۔ یعنی چینی۔ جرچین اور ختائی۔ موخرالذکر خانہ بدوشوں کی اولاد میں سے تھے۔ جو قن سے پہلے شمالی چین پر حکمران تھے[1]۔

سرحد عبور کرنے کے بعد چنگیز خاں نے قن جرنیل تاتشی کو شکست دی اور اس فتح سے وہ اس تمام حصہ ملک کا مالک ہو گیا جو دیوار چین کے اندر پھیلا ہوا ہے۔ اور قن کی ملکیت تھا۔ جرنیل جبی نویان کو فوج کا ایک حصہ دے کر پیش قدمی کے لئے بھیجا گیا۔ اس نے نہایت قلیل عرصہ میں تائی تنگفو کے قلعہ پر قبضہ کر لیا جو قن کا مغربی دارالحکومت تھا۔ دارالخلافہ پر جلد ہی چنگیز خاں نے خود قبضہ کر لیا۔ سون۔ تی۔ فو اور فوچو کے شہر بھی لے لئے۔ اور اسی وقت چنگیز خاں کے تین بڑے بیٹوں کو شمالی شانسی کے صوبہ اور شہروں کی تسخیر کے لئے روانہ کیا گیا۔ شہزادوں نے اس مہم کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اس کے بعد دو دفعہ چنگیز خاں نے قن کو خود شکست دی۔ وہ قلعہ جو کہ مشہور پہاڑی درہ تسو۔ یون۔ کوان کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا گیا تھا جو اس سڑک پر واقعہ تھا جو منگولستان کو پی کنگ سے ملاتی ہے جبی نویان نے اس پر قبضہ کر لیا اور مغل وسطی دارالحکومت پی کنگ کے سامنے نمودار ہوئے۔ اور پی کنگ کے شمال میں بہت سے شہروں پر سمندر تک قبضہ کر لیا گیا۔ اور موسم سرما سے پہلے قن شہنشاہ کے گھوڑوں کے گلّے بھی پکڑ لئے گئے۔

۱۲۱۲ء میں جنوبی منچوریا کے خلق نے قن کے خلاف بغاوت کی۔ ان کا لیڈر اپنے آپ کو چنگیز خاں کا حلقہ بگوش ظاہر کرتا تھا اور چنگیز خاں سے اس نے مدد بھی طلب کی۔ لیکن مغلوں کی بڑی طاقت نے اپنے عمل تسخیر کو ہچیح لی میں جاری رکھا اور قن کی ٹڈی دل فوجوں کو شکست دی۔ چنگیز خاں خود بھی ایک خاص نقشہ کے مطابق منظم طور پر اپنی فوج کو حرکت

---

[1] یہ خاندان نسل ختن سے تھا۔ جس نے ۹۱۶ء سے ۱۱۲۵ء تک چین پر حکومت کی۔ ختن کا ترکی تلفظ ختائی ہے۔ اور آج بھی روس میں چین کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔

عسکری دیتا رہا۔ تاکہ اس کی فوج آسانی سے آگے بڑھ سکے اور پیچھے ہٹ سکے۔ اس کے بعد اس نے فوج کو تین حصوں میں منقسم کیا۔ ایک حصہ اس کے فرزندان جوجی۔ چغتائی اور اوگدائی کے ماتحت تھا۔ اس حصہ کو شانسی کو روانہ کیا گیا۔ دوسرے حصہ کو مشرق کی طرف روانہ کیا گیا۔ اور تیسرے حصہ کی کمان خود کرتا ہوا شان تنگ تک لے گیا۔ سب فوجوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو سرانجام دیا اور چند مہینوں کے اندر اندر قن کے اس حصہ پر جو ہوانگ ہو کے شمال میں واقعہ ہے قبضہ کر لیا گیا۔ صرف چند درجن شہر جن میں پی کنگ کا دارالحکومت بھی شامل تھا۔ بچے رہے۔ چنگیز خاں اور مغلوں کا اقتدار اس قدر بڑھ گیا کہ جرنیل اور امراء اس کے حضور حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے معلوم کر لیا تھا کہ یہ کوئی خانہ بدوشوں کی عارضی مہم اور یورش نہیں ہے اور چنگیز خاں کی فوج منتشر نہیں بلکہ منظم ہے۔ انہیں علم ہو چکا تھا کہ چین کا آئندہ حکمران چنگیز خاں ہو گا۔ جو خاندان قن کو معزول کر کے ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھے گا۔ چنگیز خاں نے اس رجحان سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور چینیوں کو فوج میں بھرتی کرنا شروع کر دیا اور ان کے علیحدہ دستے بنا دئے۔ جو مغل جرنیلوں کے ماتحت نقل و حرکت کرتے تھے۔ لیکن ان کے افسر چینی مقرر کئے گئے تھے۔

۱۲۱۴ء کے آغاز میں مغل فوج مال غنیمت سے لدی ہوئی دارالحکومت پی کنگ کی دیواروں کے نیچے جمع ہوئی۔ لیکن قن دارالحکومت پر کوئی حملہ وغیرہ نہیں کیا گیا۔ چنگیز خاں کو بخوبی علم تھا کہ ایک قلعہ بند شہر کو لینا کتنا مشکل ہے کیونکہ اس میں سامان رسد بھی کافی ہے اور سلطنت کی بہترین فوج بھی اس میں جمع ہے اس کے دل میں قن دارالحکومت کو حاصل کرنے کی فضول ہوس نہیں پیدا ہوئی۔ اس مہم کی تمام دشواریاں اس کے پیش نظر تھیں۔ اس کے نزدیک یہ معاملہ زیادہ اہمیت رکھتا تھا کہ پہلے مال غنیمت کو حفاظت کے ساتھ مغولستان پہنچایا جائے۔

چنگیز خاں نے قن شہنشاہ کے سامنے صلح کی شرائط پیش کر دیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ شہنشاہ اپنی ایک لڑکی کی شادی چنگیز خاں کے ساتھ کر دے۔ اور نہایت شاندار اور

بیش قیمت جہیز دے۔ قِن شہنشاہ نے اس کی شرائط قبول کر لیں اور ایک قِن شہزادی جو اس کے پیش رو شہنشاہ کی چھوٹی لڑکی تھی کی شادی چنگیز خاں کے ساتھ کر دی اور جہیز میں بہت سا سونا اور چاندی دیا۔ پانچ ہزار لڑکے۔ پانچ ہزار لڑکیاں اور تین ہزار گھوڑے دیئے۔

اس صلح کے بعد چنگیز خاں قِن دار الحکومت سے پیچھے ہٹ آیا۔

لیکن یہ دشمنی پھر عود کر آئی اور اس کا آغاز چنگیز خاں کی طرف سے ہوا۔ قِن جو اپنے مسمار شدہ قلعوں کو از سرِ نو تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ وہ غالباً نہیں چاہتے تھے کہ اتنی جلدی چنگیز خاں سے خصومت اور عداوت پیدا کر لیں۔ وجہ اس عداوت کی یہ ہوئی کہ چنگیز خاں نے ایک سیاسی مہم کے پیش نظر ایک سفارت جنوبی چین کے سنگ خاندان کی طرف معاہدہ مابین کے لئے روانہ کی لیکن قِن خاندان نے اس مہم کی شدید مخالفت کی۔ انہی دنوں میں یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ قِن شہنشاہ نے پی کنگ میں اپنے ولیعہد کو چھوڑ کر پین کے شہر میں اقامت اور سکونت اختیار کر لی ہے (پین اس زمانہ میں موجودہ کائی فنگ کو کہتے تھے) یہ شہر سرحد سے دور تھا۔ قِن دربار کی اس نقل مکانی کے دوران میں چند فوجی دستوں نے بغاوت کر دی اور پی کنگ میں واپس لوٹ آئے اور چنگیز خاں کو اپنی وفاداری کا پیغام بھجواتے ہوئے مدد کی درخواست بھی کی۔ چنگیز خاں نے فوراً اپنی فوجیں قِن کے خلاف روانہ کر دیں جبی نویان نے تسو۔یون۔ کوان کے درہ پر قبضہ کر لیا اور مقولی بہادر نے جنوبی منچوریا فتح کر لیا۔ باقی جرنیلوں نے جرچین اور ختائی سپاہیوں کی معیت میں دار الحکومت پی کنگ کا محاصرہ کر لیا۔ قِن شہنشاہ نے جو فوج بطور کمک کے روانہ کی منگلوں نے اسے شکست دے دی۔ اور پی کنگ نے ۱۲۱۵ء میں ہتھیار ڈال دیئے۔

اس وقت چنگیز خاں دیوارِ چین کے دوسری طرف مقیم تھا۔ غالباً وہ موسم گرما کی شدت سے بچنا چاہتا تھا۔ اور اسی جگہ سے اپنی افواج کی رہنمائی کر رہا تھا۔ جب اسے پی کنگ کے فتح ہونے کی خبر ملی تو اس نے اُرخان شنگی کتکو اور اس کے علاوہ اپنے دو درباریوں کو مالِ غنیمت کا تخمینہ لگانے کے لئے روانہ کیا۔ قِن فوز(دیانچی) جن کی تحویل میں قِن شہنشاہ کا خزانہ تھا۔ ۔ ۔ چنگیز خاں کے ایلچیوں

کو بڑے بڑے تحائف دئے۔ لیکن شیگی کتکو نے ان تحائف کو رد کر دیا۔ اور قن افسروں کو کہا۔ "پہلے اس دارالحکومت کا سونا اور اشیا قن شہنشاہ کی ملکیت تھے لیکن اب وہ چنگیز خاں کی ملک ہیں اب بغیر اس کی اجازت کے انہیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔" میں درباریوں نے تحائف قبول کر لئے چنگیز خاں کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے درباریوں کو سخت ملامت کی اور شیگی کتکو کو بہت انعام دیا اور کہا۔ "تم میری آنکھیں اور کان بنو گے۔" چنگیز خاں اپنی ملکیت پر دوسرے کا تصرف ہرگز پسند نہ کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے شیگی کتکو کا رویہ بہت پسند آیا۔

چی کنگ پر قبضہ جمانے کے بعد چنگیز خاں نے ایک حصہ فوج کو پین جو قن کا جنوبی دارالحکومت تھا پر یورش کرنے کے لئے بھیجا۔ چنگیز خاں خاندان قن کا بالکل قلع قمع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے علم تھا کہ یہ معاملہ چند دنوں میں طے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے برس درکار ہیں چنگیز خاں کی فوج صوبہ ہونان میں گھس کر جنوبی دارالحکومت کے پاس پہنچ گئی۔ اور قلعہ تنگ کوان پر قبضہ کر لیا۔ قن شہنشاہ اور اس کے درباری بالکل ہمت ہار چکے تھے۔ انہوں نے صلح کی تجاویز پیش کیں چنگیز خاں نے جواب میں کہلوا بھیجا "اب صرف مالِ غنیمت پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہم اس ملک میں عمل دخل چاہتے ہیں یہ ملک ہم نے اپنے زور بازو سے فتح کیا ہے۔" چنگیز خاں نے مطالبہ کیا کہ ہوانگ ہو کے شمال میں جتنے صوبے ہیں شہنشاہ ان سے دست کش ہو جائے۔ شہنشاہ کا لقب ترک کر دے صرف شاہ ہونان کے لقب سے پکارا جائے۔ خاندان قن نے ان مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ عداوت جاری رہی۔ سلطنت کے مختلف علاقوں میں دونوں فوجوں کے مقابلے ہوتے رہے چنگیز خاں نے تسخیر شدہ علاقہ کا مقولی جرنیل کو والسرائے بنا دیا اور اسے فوج جرنغار کا کمانڈر بھی بنایا اور خود چنگیز ۱۲۱۶ء کے موسم بہار میں اپنے صدر مقام کو لوٹ آیا۔

نواں باب

چنگیز خاں چین میں ۔ لیو چتسائی سے ملاقات

مملکتِ چن میں وسیع پیمانہ پر جنگ ہوئی۔ جس نے چنگیز خاں کے جوہرِ قابل کو نمایاں کر دیا۔ اس جنگ نے نہ صرف یہ ظاہر کیا کہ وہ ایک فوجی شاطر ہے۔ جس میں وہ تمام خوبیاں اور خصوصیات موجود ہیں جن کی میدانِ جنگ میں افواج کی نقل و حرکت کے لئے ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ غیر معمولی طور پر فنِ حرب کا ماہر ہے۔ جس کے اندر فوجوں کی ترتیب اور تنظیم کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے اور وہ فوجوں کو وسیع پیمانہ پر لڑا سکتا ہے ۔۔ علم نفسیات سے بھی وہ خوب واقف تھا۔ جس کا پتہ اس امر سے چلتا ہے کہ اس نے جرنیلوں کو ان کی استعداد اور قابلیت کے مطابق کام سپرد کئے ۔۔ چینی۔ جرچین اور ختائی سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان کے منظم فوجی دستے بنا کر ان کی فوج بنا لی اور اس فوج کی ترتیب بھی فوجی نظام کے ماتحت ہوئی۔ اس سے ان کی قدر و قیمت بڑھ گئی اور خالص مغل دستوں کو نہایت عقلمندی کے ساتھ خاص خاص مواقع پر استعمال کیا جانے لگا۔

چنگیز خاں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ چینی مہم میں اس نے لرزہ خیز مظالم کئے اس نے ہزاروں قیدیوں کو قتل کروا دیا۔ شہروں اور صوبوں میں قتل عام کروا کے سب انسانوں

کو بغیر استثنا کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن محقق تاریخ نویس اب اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ یہ ظلم و حد وان کی داستانیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ اور نہیں تاریخی حقایق سے دور کا بھی تعلق نہیں اس ایک واقعہ سے ہی ان داستانوں کا بطلان ہو جاتا ہے کہ جرجین چینی اور ختائی سپاہی اور جرنیل اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور اس کی سرداری کو تسلیم کر لیا۔ اس رجحان کے ہوتے ہوئے یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ چنگیز خاں نے چینی علاقوں میں قتل عام کا حکم دیا ہو۔ اور ان لوگوں کو مروا دیا ہو۔ جنہوں نے شدید مقابلہ کیا یا غداری کی چنگیز خاں نے کبھی جائز حدود سے تجاوز کر کے ظلم نہیں کیا۔

پیکنگ کی فتح کے بعد چنگیز خاں کا تعارف لیو چیتسائی سے ہوا جو ختا کے سابق شاہی خاندان سے تھا۔ لیو چیتسائی اپنی ثقافت اور خیالات کے لحاظ سے خالص چینی تھا۔ وہ ایک فاضل انسان تھا۔ اور شعر بھی خوب کہتا تھا۔ چنگیز خاں اس کی شکل و شباہت کو پسند کرتا تھا۔ اس کا بلند قامت۔ لمبی داڑھی اور بھاری آواز جاذب توجہ تھی چنگیز خاں نے اسے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

"خاندان ختن اور خاندان فتن ہمیشہ دشمن رہے ہیں۔ اور میں نے تمہارا انتقام لیا ہے۔" لیو چیتسائی نے جواب دیا:۔ "میرا دادا۔ میرا باپ اور میں۔ خاندان فتن کی رعایا اور نوکر رہے ہیں۔ میں ایک قابل نفرت دروغ گو ہوں گا اگر یہ کہوں کہ میرے قلب میں اپنے بادشاہ اور باپ کے خلاف دشمنی کے جذبات ہیں۔"

چنگیز خاں یہ جواب سن کر بہت خوش ہوا وہ وفاداری کے جذبات کو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ چنگیز خاں نے لیو چیتسائی کو اپنے دربار میں رکھ لیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ایک مشہور نجومی تھا۔ چنگیز خاں کو خیال تھا کہ اس کے علم و فضل سے اسے اور سلطنت کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ اعلیٰ ثقافتوں کے متعلق چنگیز خاں کا یہی انداز اور طرز تھی۔ خود وہ امی محض تھا۔ اس نے کبھی علوم و فنون نہیں سیکھے وہ علماء اور

فضلاء کا قدر دان تھا۔ اور ان کی علمی استعداد کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتا تھا۔ غیر ملکیوں کے ساتھ تعلقات میں اس نے حیرت انگیز قابلیت کا ثبوت دیا۔ وہ پہلی ہی نظر میں نو وارد کی شخصیت کو پہچان جاتا تھا۔ چنانچہ یہی لیوچیتائی کے معاملہ میں بھی ہوا۔ چیتائی کو اختر شناسی کی وجہ سے دربار میں شمولیت کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن بعد میں وہ مغل سلطنت کا سب سے بڑا سیاستدان ثابت ہوا اور اس کی بہت عزت اور تکریم کی گئی۔

دسواں باب

مغربی ممالک کی فتوحات تک

چنگیز خاں بہت سے مال غنیمت کے ساتھ فن کی مہم سے واپس لوٹا۔ جس میں سونا چاندی۔ ریشم، مویشی، غلام، اہل حرفہ اور فن کار شامل تھے۔ سارا مال غنیمت صرف چنگیز خاں کا نہیں تھا۔ البتہ اس نے اس کا بہتر حصہ اپنے لئے رکھ لیا۔ باقی مختلف رتبہ کے فوجی سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ عام سپاہیوں کو بھی اس سے حصہ دیا گیا۔ اس وقت سے تعیش، نفیس اشیاء، چینی غلاموں کی کثرت، اہل حرفہ اور فن کار چنگیز کے خیمہ کے لوازم قرار دے گئے۔ چنگیز خاں کے خیموں کی شوکت چینی مسافروں کے لئے جاذب توجہ تھی۔ جو صدر مقام کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ انہیں اعتراف تھا کہ یہ شان و شوکت تو قدیم ہنگ نو[1] کے دربار میں بھی نہیں تھی۔ چنگیز خاں نے اپنے ہاں عام درباری اخلاق اور آداب رائج نہیں کئے۔ اس نے اپنے روزمرہ مشاغل میں اپنے قدیم رواج کو قائم رکھا۔ اور ثقافتی لحاظ سے چینیوں سے کچھ بھی مستعار نہیں لیا۔ ایک عجیب بیان چینی جرنیل مونگ ہنگ، کے ذریعہ سے محفوظ ہے "ایک دفعہ دولت سنگ (چین) کا سفیر آیا۔ اور چنگیز خاں نے اسے بلوا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو چنگیز خاں نے اسے خطاب کرتے ہوئے کہا: "ہمارے ہاں آج ناچ تھا۔ تم اس میں شریک کیوں

---

[1] خانہ بدوش لوگ تھے جو قبل مسیح منغولستان میں آباد تھے غالباً یہی وہ لوگ ہیں جو تاریخ یورپ میں ہن کے نام سے مشہور ہیں

نہیں ہوئے؟" سفیر نے جواب دیا۔ "میں مدعو نہیں تھا۔ اس لئے میں شریک نہیں ہوا" شہنشاہ نے کہا۔ "جب سے تم ہماری قلمرو میں داخل ہوئے ہو۔ اس وقت سے تم ہمارے گھر کے ایک فرد ہو۔ تمہیں ہر خوشی اور دعوت کے موقعہ پر اس میں شریک ہونا چاہئے۔ دعوت نامہ کی آخر ضرورت ہی کیا ہے"۔ چنگیز خاں قہقہہ مار کر ہنسا اور سفیر کو شراب کے چھ گلاس پینے کی سزا دی اور رات دیر سے اسے واپس جانے کی اجازت دی اس وقت وہ شراب کے نشہ سے بالکل مدہوش ہو چکا تھا ـــــ جب سفیر رخصت ہونے لگا۔ تو ہوجی دستہ کو جو سفیر کی رہنمائی کے لئے مقرر ہوا تھا ہدایت کی کہ سفیر کو ہر ایک شہر میں کئی دنوں تک ٹھہرایا جائے۔ اسے اچھی شراب پینے کے لئے دی جائے۔ کھانے کے لئے نہایت اعلیٰ کھانا دیا جائے۔ اچھے گانے والے لڑکے اسے محظوظ کرنے کے لئے بنسری بجائیں اور حسین لڑکیاں ستار بجائیں"۔

چنگیز خاں چینی تہذیب کے نخروں سے متاثر نہیں ہوا۔ قن کی مہم کی وجہ سے اس کا براہ راست تعلق اس تہذیب سے پیدا ہوا۔ البتہ وہ ایغور تہذیب کو ترجیح دیتا تھا اور اسے اختیار کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ چنگیز خاں کے خیال میں ایغور کلچر اس کی قوم کے زیادہ مناسب حال تھا۔ اور مغلوں کے زیادہ قریب بھی تھے۔ عیسائیت۔ بدھ مت اور اسلام کے ماننے والے ایغور قوم میں موجود تھے۔ لیکن ان میں مذہب کی بنا پر فرقہ دارانہ جھگڑے رونما نہیں ہوتے تھے۔ قومی معاملات مذہبی معاملات پر ہمیشہ حاوی رہتے تھے۔ چنگیز خاں سب مذاہب کا احترام کرتا تھا۔ لیکن خود وہ شامان ہی تھا۔ اور اپنی قوم کی قدیم روایات کا پابند تھا۔ چینی مہم نے اس کے نظریات میں کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ وہ طبقۂ امراء کے نظام اور اپنے قبیلہ کے تفوق کو قائم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہا۔ سلطنت کی وسعت نے اسے مجبور کیا۔ کہ وہ مہذب اقوام کے افراد کو جو اس کی رعایا بن چکے تھے۔ سلطنت کے استحکام کے لئے ملازم رکھے۔ اور ان کو ایسے رتبے دے جہاں مغل سردار چنداں مفید ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ اسے امید تھی کہ مغل سرداروں کے بیٹے جو ایغور ثقافت کے معیار پر تعلیم و تربیت

حاصل کر رہے تھے جوان ہو جائیں گے تو یہ عہدے جو غیر اقوام کے افراد کے سپرد تھے۔ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اسے وثوق تھا۔ کہ جن اصول پر اس کی سلطنت کا قیام ہے۔ وہ غیر متبدل ہے۔ اس کے ورثا کا مستقبل ہمیشہ شاندار رہے گا۔۔ اگر وہ "یاسا" پر سختی سے عمل پیرا رہیں گے یہ اس کا خیال نہیں تھا کہ ایغور تعلیم مغل قوم کے ارادوں میں انتشار پیدا کر دے گی۔

چین سے لوٹ کر چنگیز خاں نے اپنی توجہ کو مغربی ممالک کی طرف مبذول کیا۔ جہاں ابھی تک اس کے پرانے حریف نائمان قوم کے سردار کوشلوک اور مرکیت قبیلہ کے سردار توقتا کے بیٹے موجود تھے۔ موخرالذکر نے التائی کے ناقابل گزر حصص میں کچھ طاقت فراہم کر لی تھی۔ سوبدائی بہادر کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ جس نے انہیں بالکل نیست و نابود کر دیا۔ توقتا کا ایک بیٹا گرفتار ہوا۔۔ اور اسے شہزادہ جوجی کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے شہزادہ جوجی کو اپنے فن تیر اندازی سے مسحور کر لیا۔ جوجی نے اپنے باپ کے پاس سفارش کی کہ اس ماہر تیر انداز کی جان بخشی کی جائے۔ چنگیز خاں نے سختی سے جواب دیا کہ اس نے اپنے قبیلہ کے لئے بہت سے ممالک فتح کئے اور دشمن قبیلہ کے اس نوعمر رکن کے بغیر بھی وہ رہ سکتا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ توقتا کے بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

جبی نویان کو کوشلوک کے خلاف روانہ کیا گیا۔ جو نائمان سردار کا بیٹا تھا۔ نائمان قبیلہ کی تباہی کے بعد کوشلوک بھاگ کر جنیسو میں پناہ گزین ہو گیا تھا۔ جہاں اس نے قراختائی قوم کے شہنشاہ کے خلاف مسلمانوں کی تحریک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرقی ترکستان میں طاقت اور اقتدار حاصل کر لیا تھا (یہ شہنشاہ جسے گرخاں کہتے تھے قراختائی قوم سے تھا۔ جس نے بارھویں صدی عیسوی میں چین سے نکل کر ایک سلطنت قائم کر لی تھی) لیکن کوشلوک اس شہنشاہ سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کا دشمن ثابت ہوا۔۔ اور اپنی بیوی کی ترغیب پر جو قراختائی نسل سے تھی اس نے عیسائیت چھوڑ کر بدھ مت اختیار کر لیا۔ یہ مذہب بھی مسلمانوں کے نزدیک بت پرستی کے مترادف تھا۔

جبی نویان کو ۱۲۱۸ء میں کوشلوک کے خلاف بیس ہزار سپاہی دے کر بھیجا گیا جبی نویان نے غیر معمولی تدبر کے ساتھ مسلمانوں کو ان شکایات سے جو انہیں کوشلوک کے خلاف تھیں فائدہ اٹھایا۔ اس مملکت میں داخل ہوتے ہی جبی نویان نے یہ اعلان کر دیا کہ ہر شخص کو مکمل مذہبی آزادی ہے۔ اور شہری آبادی پر ہرگز ہرگز کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس حسن تدبر سے جبی نویان نے اپنے آپ کو چنگیز خاں کا صحیح پیرو ثابت کیا۔ اس ملک کے باشندوں نے جلد دیکھ لیا۔ کہ جو کچھ جبی نویان نے اعلان کیا تھا اس پر عمل درآمد کیا گیا ——— اس کی فوج بہت منظم تھی۔ اس لئے سب کچھ اس کی منشا اور وعدہ کے مطابق ہوا۔ کوشلوک کے خلاف ہر طرف سے بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور مغلوں کا خیر مقدم نجات دہندوں کی طرح کیا گیا۔ کوشلوک نے مغلوں کی پیش قدمی روکنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر کاشغر چلا گیا۔ جہاں مغل سپاہیوں نے اسے جا لیا اور اس کا خاتمہ کر دیا۔

جبی نویان ایک غیر معمولی سیاسی مدبر اور جرنیل تھا۔ اس نے اپنے تدبر اور عمل سے چنگیز خاں کی صولت اور اقتدار میں اضافہ کیا۔ اس کے دشمنوں کا قلع قمع کیا اور اس کے لئے وسیع ممالک فتح کئے۔ اور مسلمانوں میں چنگیز خاں کی عزت اور وقار کو قائم کیا۔ اس نے ایک قلیل سی فوج کے ساتھ اسلام کے دشمن کو نیست و نابود کر دیا۔ اور شہری آبادی کو اس جنگ سے کوئی گزند نہ پہنچا۔ حالانکہ ایک زبردست مسلم بادشاہ خوارزم شاہ اس دشمن اسلام کی سرکوبی کرنے سے قاصر تھا۔ اور دریائے سیر کے دائیں کنارے پر اس کی مملکت بالکل ویران کر دی گئی تھی۔ تاکہ اس پر کوشلوک قبضہ نہ جما لے ——— مغلوں کی اس مقبولیت نے بعد کی جنگ میں جو چنگیز خاں اور خوارزم شاہ کے درمیان ہوئی۔ چنگیز خاں کو بہت فائدہ پہنچایا۔

گیارھواں باب

مغربی ممالک کی فتوحات ۔ ابتدائی حالات

پیکنگ پر قبضہ اور خاندان قن کی شکست نے چنگیز خاں کے نام کو بہت مشہور کر دیا۔ اور خوارزم شاہ جو چین کی فتح کے خواب دیکھ رہا تھا اسے بھی چنگیز خاں کی شخصیت میں بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ۔ خوارزم شاہ کا خاندان ترکی نسل سے تھا۔ اس خاندان نے اپنی سلطنت جو آمو ڈیلٹا میں تھی کے قدرتی ذرائع سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اسلامی دنیا کے مشرقی حصہ میں ایک نمایاں حیثیت حاصل کر لی تھی۔ چنگیز خاں کا ہمعصر سلطان محمد خوارزم شاہ ترکستان۔ افغانستان اور ایران کا مالک تھا۔ اس کی سلطنت بہت وسیع تھی لیکن غیر منظم تھی ۔ گو اس کی رعایا سب مسلمان تھی لیکن اس وحدت قومی کی وجہ سے سلطنت کو استحکام نہیں تھا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ نے کئی دفعہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو مجروح کیا تھا۔ اور مولویوں کو اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ فوجی طبقہ بھی اس کے خلاف تھا۔ عوام بھی اس کے طرفدار نہیں تھے۔

جب خوارزم شاہ کو علم ہوا کہ مغلوں کو چین میں شاندار فتح حاصل ہوئی ہے ۔ تو اس نے اپنا ایک ایلچی چنگیز خاں کے دربار میں روانہ کیا ۔ ایلچی بھیجنے کا مقصد یہ تھا تاکہ وہ صحیح حالات دریافت کرے اور چنگیز خاں کی فوجی قوت کی اسے اطلاع ملے ۔ سلطان کا ایلچی پیکنگ کی فتح کے بعد چنگیز خاں

کے دربار میں پہنچا۔ اس کا خیر مقدم اچھی طرح کیا گیا۔ مغل شہنشاہ خوش تھا کہ اسے اسلامی ممالک سے مغلوں کے تجارتی تعلقات استوار کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ مغل خانہ بدوش تھے۔ ضروری اشیاء کی صنعت و حرفت سے واقف نہیں تھے۔ ان تعلقات کے استوار ہونے سے ایک اور ذریعہ ان اشیاء کے مہیا ہونے کا پیدا ہو سکتا تھا۔ چنگیز خاں کے پرانے دوستوں یعنی مسلم تاجروں نے خوارزم شاہ کی سلطنت کے متعلق معلومات بہم پہنچانے اور اسلامی ممالک سے تجارتی تعلقات کے استوار ہونے پر روشنی ڈالی۔ ان مسلم تاجروں کو یقین ہو چکا تھا کہ بحیثیت سرمایہ دار ہونے کے ان کا مفاد چنگیز خاں کے ساتھ وابستہ ہے۔ گو وہ کافر ہے۔ لیکن اس میں مذہبی رواداری بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اور وہ ایک طاقتور حکمران ہے۔ چنگیز خاں نے جو پیغام خوارزم شاہ کو بھیجا۔ اس میں موخر الذکر کو مغرب کا بادشاہ تسلیم کیا۔ جیسا کہ وہ خود مشرق کا بادشاہ تھا۔ اور یہ بھی لکھا کہ دونوں سلطنتوں کے درمیان تعلقات سے اسے خوشی ہے۔ اور دونوں مملکتوں کے تاجروں کو ایک دوسرے کے ملک میں آنے جانے کی عام اجازت ہونی چاہیئے۔

اس امر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ اب دونوں مملکتیں متصل ہیں۔ خوارزم شاہ کی سلطنت سے چند تاجر ایک کاررواں کی صورت میں چنگیز خاں کے صدر مقام میں آئے۔ تاجروں کا نہایت عزت سے خیر مقدم کیا گیا۔ لیکن ان تاجروں نے گراں فروشی سے چنگیز خاں کے غصہ کو بھڑکا دیا۔ مگر انہیں جلد علم ہو گیا کہ جو اشیاء وہ لائے ہیں۔ وہ مغلوں کے لئے کوئی نئی اشیاء نہیں اور انہوں نے مغل شہنشاہ کے انصاف اور وسیع القلبی کی داد دی۔

خوارزم شاہ کے ایلچی کے جواب میں چنگیز خاں نے اپنا سفیر اور ایک تجارتی قافلہ روانہ کیا۔ سفیر اور تجارتی قافلہ سب مسلمان تھے۔ اور خوارزم شاہ کی رعایا تھے۔ یعنی بخارا کے رہنے والے تھے۔ یہ پیغام لے جانے والے خوارزم شاہ کے لئے بیش قیمت تحائف لے کر آئے اور دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات کے استحکام کی تجاویز بھی پیش کیں۔ یہ سفیر اور تجارتی قافلہ ۱۲۱۶ء میں خوارزم شاہ کی سلطنت میں داخل ہوئے۔ لیکن اس قافلہ کو اترار کے مقام پر

ــــــ۔ لوٹ لیا گیا۔ گورنر اترار کے حکم سے سب تاجروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور چنگیز خاں کے بھیجے ہوئے آدمی خوارزم شاہ کی سفاکی اور شبہات کا شکار ہوگئے۔ عین ممکن ہے کہ سلطان نے اس قافلہ کے قتلِ عام کا حکم نہ دیا ہو۔ لیکن اس واقعہ کے بعد اس نے گورنر کی طرفداری کی اور اسے معزول کرنے اور سزا دینے سے انکار کر دیا۔ اور جو سفیر تحویل مجرم کے مطالبہ کے لئے حاضر ہوا اسے مروا دیا اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے ان کی داڑھیاں نچوا دیں۔

جنگ ناگزیر ہوگئی۔ چنگیز خاں جس نے اعتدال کا ثبوت دیا اور ابتدا میں چاہتا تھا کہ معاملہ عافیت سے طے ہو جائے۔ سلطان خوارزم شاہ کی اس بربریت سے بہت برافروختہ ہوا۔ مغلوں کے خیال میں ایک سفیر کی ذات نہایت متبرک اور واجب التعظیم تھی۔ یہ روایت ہے کہ واقعہ اترار پر انتہائی غصہ کی وجہ سے چنگیز خاں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اور اپنے دستور کے مطابق اس نے لازوال فلک نیلگوں کو خطاب کیا۔ جس کی طرف وہ ہمیشہ زندگی کے مشکل لمحات میں رجوع کرتا تھا۔ ایک پہاڑی پر چڑھ کر اس نے اپنی ٹوپی اتاری اور اپنی پیٹی کو گردن میں لٹکایا اور آسمان سے دعا کی کہ اس توہین کا بدلہ لینے میں اس کی مدد کرے۔

جبی نویان نے کوشلوک کے خلاف جنگ کو نہایت کامیابی کے ساتھ ختم کیا۔ اس کے بعد چنگیز خاں نے اُس جنگ کی تیاری شروع کی جو بہت سی سلطنتوں کی تباہی کا موجب ہوئی اور چنگیز خاں کا نام جریدۂ عالم پر ثبت ہوا۔ چنگیز خاں نے ایک قریولتائی طلب کی۔ جس میں اس کے خاندان کے سب افراد۔ بڑے بڑے جرنیل اور رؤسا شامل ہوئے۔ یہ قرولتائی (یعنی مجلس مشاورت) اس لئے نہیں طلب کی گئی تھی کہ چنگیز خاں اپنی تجاویز کے لئے عمائد سے تائید حاصل کرے۔ بلکہ انہیں اس لئے طلب کیا گیا تھا کہ وہ بہترین طریقہ پر اس مہم کو منظم کریں۔ بلکہ اس نے قائدین کو ہدایات دینے کے لئے طلب کیا تھا۔ یہ خیال کرنا بالکل غلط ہوگا۔ کہ مغل قرولتائی یورپ کی پارلیمنٹ یا یونانی ریاست ہائے بلدیہ کی مجلس قانون ساز کے مترادف تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مغل خان کی طاقت جیسا کہ چنگیز خاں تھا غیر محدود ہوا کرتی تھی۔

مغربی مہم کے لیئے تیاری کامل طور پر کی گئی۔ چنگیز خاں نے دراصل خوارزم شاہ کی فوجی قوت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اسے تمام اطلاعات مسلمان تاجروں کے ذریعہ موصول ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے طبعی طور پر ایک مسلمان فرمانروا کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ـــــــ ویسے بھی جنگی معاملات میں احتیاط اور پیش بندی ہمیشہ چنگیز خاں کا مایہ امتیاز رہا۔

جنگ پر جانے سے پہلے چنگیز خاں نے اپنے چھوٹے بھائی کو منگولستان میں اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مقولی کو فوج جرنغار کے ساتھ چین میں رہنے دیا۔ جہاں اس نے اپنی فتوحات کو جاری رکھا۔ کولان چنگیز خاں کی چوتھی بیوی جنگ میں اس کے ہمراہ گئی۔ چاروں شہزادے بھی اس کی معیت میں تھے۔ حکیم لیوچیتسائی بھی ساتھ تھا۔ ساری موجودہ فوج کو حکم تھا کہ وہ اس جنگ میں حصہ لے۔ چنگیز خاں کے حلقہ بگوش مدد کے لیئے فوجی دستے بھجواتے تھے۔ ان سے بھی فوج میں اضافہ ہوتا رہتا تھا۔

ٹانگت فرمانروا سے بھی امدادی فوج کا مطالبہ کیا گیا۔ جس کے ساتھ ۱۲۱۸ء میں جنگ ہوئی ۔ اسے چنگیز خاں نے کہلوا بھیجا۔ "تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم میرا دایاں بازو بنو گے۔ اب جب کہ سارتاگول کے لوگوں نے (یہ خوارزم کے لیئے منولستانی نام تھا) میرے سفیروں کو قتل کیا ہے اور میں اس کا انتقام لینے جا رہا ہوں۔ تمہیں میرا دایاں بازو بننا چاہیئے۔ پہلے اس کے کہ مذکورہ فرمانروا جواب دے۔ اُس کے ایک درباری نے جس کا نام آشا گمبو تھا کہا۔ "اگر تمہاری فوجیں کافی نہیں ہیں تو تمہیں شہنشاہ نہیں کہلوانا چاہیئے۔" بادشاہ نے اپنے درباری کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور امدادی فوج بھجوانے سے انکار کر دیا۔ جب چنگیز خاں کو اس کا علم ہوا تو اس نے کہا۔ "آشا گمبو کو کیسے جرأت ہوئی کہ وہ یہ الفاظ منہ سے نکالے۔ یہ میرے لیئے بہت معمولی بات ہے کہ میں اسی وقت اپنی فوج کا رخ ان کی طرف کر دوں۔ مگر اپنی تجویز کے مطابق میں ابھی ان سے

نہیں لڑوں گا۔ لیکن اگر فلک لازوال میری مدد کرے اور مجھے محفوظ رکھے تو میں ان کے خلاف واپسی پر چڑھائی کروں گا۔

چنگیز خاں کی یہ مہم مجوزہ تھی اور اسے ہر ایک حق پہنچتا تھا کہ اپنی تجاویز کا ذکر کرے۔ کیونکہ اس نے روانگی سے پیشتر پیش آمدہ مہم کی مفصل اور مکمل تجاویز تیار کر لی تھیں۔ اور ان تجاویز کی بنیاد مسلمان تاجروں کی اطلاعات پر تھی۔ وہ دشمن کے ملک کے سیاسی حالات اور کوائف سے کماحقہٗ واقف تھا۔ اور اس طبقہ سے جو سلطان خوارزم شاہ کی حکومت سے خوش نہیں تھا پورا فائدہ اٹھانے کے قابل تھا۔

موسم گرما میں چنگیز خاں نے ارتیش پر مقام کیا اور موسم خزاں میں کیالک کے مقام پر اپنے باجگزاروں کی افواج سے جا ملا۔ جنگ شروع ہونے سے پیشتر فوج شکار کرنے میں مصروف رہی۔ جس نے بعد میں رسد وغیرہ کا کام دیا اور گھوڑوں کو چارہ وغیرہ کھلا کر خوب موٹا کیا گیا۔

سلطان خوارزم شاہ کے خلاف چنگیز خاں کی کل جمع شدہ فوج کی تعداد دو لاکھ تھی۔ خوارزم شاہ کے پاس اس سے بہت زیادہ تعداد میں فوج تھی لیکن موخرالذکر کی فوج کو چنگیز خاں کی فوج سے کوئی نسبت نہیں تھی۔ سلطان کی فوج میں نسلی وحدت مفقود تھی۔۔ اور غیر منظم بھی تھی۔ سلطان کو اپنے جرنیلوں پر اعتماد نہیں تھا۔ اور ایک جرنیل کے ماتحت زیادہ فوج کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔ اس کے پاس کوئی ایسا جرنیل نہیں تھا جو سپاہیوں کی کثیر تعداد کو لڑا سکے۔ جرنیل چھوٹے چھوٹے فوجی دستوں کو نہایت بہادری سے لڑا سکتے تھے۔ مگر کوئی ایسا جرنیل بلکہ اس کا ہونہار مستعد بیٹا جلال الدین بھی کثیر فوج کی کمان نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے برخلاف مغلوں کی فوج میں آہنی نظام تھا۔ تجربہ کار جرنیل فوج کی کمان پر مقرر تھے۔ جو وسیع پیمانہ پر فوج کو لڑا سکتے تھے۔ اور ساری فوج کی رہنمائی ایک ایسے شخص کے سپرد تھی جو بغیر مبالغہ کے کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک فوجی رجل عظیم تھا۔

سلطان خوارزم شاہ میں اتنی قوت نہیں تھی کہ وہ چنگیز خاں کا مقابلہ کھلے میدان میں کر

سکے ۔ اس نے ترکستان کے بڑے بڑے شہروں میں فوجیں جمع کر دیں ۔ اور خود ملک کے اندر دربار عام قائم کرنے شروع کر دیے ۔ لیکن اس کی یہ حالت تھی کہ وہ کافر حملہ آوروں کے خلاف مسلمانوں کے مذہبی جذبات میں بھی تحرک پیدا نہیں کر سکتا تھا ۔ چڑھائی کی اصل وجہ کا سب کو علم تھا ۔ یہ عام فہم بات تھی ۔ اور ملک کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ وہ لوگ جو واقعہ اترار کا شکار ہوئے ان کی اکثریت مسلمان تھی ۔ اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہ تھی کہ چنگیز خاں کے ایک جرنیل جینی جبی نویان نے ایک دشمن اسلام یعنی کوشلوک کو نیست و نابود کیا تھا اور مسلمانوں کو مشرقی ترکستان میں اس کے مظالم سے نجات دلائی تھی ۔

بارھواں باب

ترکستان، افغانستان اور ایران میں فوجی نقل و حرکت

یہ مشہور جنگ ۱۲۱۹ء کے موسمِ خزاں میں شروع ہوئی۔ چنگیز خاں اترار کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کرنے والی فوج متعدد تومانوں پر مشتمل تھی۔ فوج کا ایک حصہ جوجی پسر چنگیز خاں کے ماتحت سیر دریا[1] کی طرف بھیج دیا گیا اور خود چنگیز خاں اپنے چھوٹے بیٹے تولی کی معیت میں بخارا کی طرف بڑھا۔ اترار میں ایک ذمہ دار افسر محاصرہ کرنے والوں سے جا ملا اور انہیں اس نے سلطان خوارزم شاہ کی سلطنت کے متعلق مفصل اطلاعات بہم پہنچائیں۔ چھوٹے شہر اور قلعے مغلوں کے سامنے آسانی کے ساتھ ہتھیار ڈالتے گئے۔ شہریوں کی جان بخشی کی گئی اور جائدادوں پر ان کا قبضہ بدستور رہا۔ چنگیز خاں کی فوج اتنی منظم تھی کہ وہ بغیر مقابلہ کیے ان شہروں میں سے گزر گیا۔ مغلوں نے صرف حصار توڑ دیے۔ اور محاصرہ کے لیے رنگروٹ بھرتی کر لیے شہر نور کے مکینوں سے تاوان بھی لیا گیا۔

۱۲۲۰ء کے آغاز میں چنگیز خاں نے بخارا کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کی فوج نے شہر سے ہٹ کر چنگیز خاں کی صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہی۔ اور بہت سے سپاہی ہلاک ہو گئے۔

---

[1] سیر یا دریائے سیر کو پرانے یونانی جکسارٹیس اور عرب سیحون کہتے تھے۔

اس کے بعد شہریوں نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ تھوڑے سے لوگ قلعہ بند ہو گئے اور مغلوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ دس دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ لے لیا گیا اور اس کے محافظوں کو قتل کر دیا گیا۔ بخارا میں داخل ہو کر چنگیز خاں نے امیر تاجروں۔ رؤسا اور افسروں کی فہرست طلب کی اور ان کی بساط کے مطابق ان سے تاوان لیا۔ تمام شہریوں کو حکم ہوا کہ وہ شہر خالی کر دیں صرف ایک ایک جوڑا کپڑوں کا ساتھ لے جائیں۔ چنگیز خاں نے شہر کو اپنے سپاہیوں کے حوالے کر دیا اور لوٹ مار کے بعد اسے آگ لگا دی گئی۔

بخارا کے بعد چنگیز خاں نے سمرقند کا رُخ کیا اور محاصرہ کے لئے بے شمار قیدیوں کو اپنے ہمراہ لایا۔ اتنے میں اترار نے شدید مقابلہ کے بعد ہتھیار ڈال دئے۔ گورنر (جس کا نام اینل جق تھا) قید کر دیا گیا۔ اسی گورنر نے چنگیز خاں کے سفیروں کو قتل کروایا تھا۔ اسے چنگیز خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنگیز خاں نے نہایت بے رحمی کے ساتھ اسے مروا دیا اور اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کیا۔ اترار کا محاصرہ کرنے والی فوج بھی چنگیز خاں کی فوج سے سمرقند کے سامنے آملی۔

محاصرہ کے پانچویں دن چھوٹے چھوٹے حملوں کے بعد شہریوں اور فوجیوں نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ مغل شہر میں داخل ہوئے حصار توڑ دئے۔ شہریوں کو باہر نکال دیا اور مکانوں کو لوٹ کر مسمار کر دیا گیا۔ اس دفعہ صرف علماء اور جو لوگ ان کی پناہ میں تھے۔ ان کی جان بخشی کی گئی۔ قلعہ کو شدید حملہ کے بعد لے لیا گیا اور فوج جو کہ ترک سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ ان سب کو بغیر استثنا موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور یہ ظلم خوارزم شاہ کی تمام سلطنت کو خائف کرنے کے لئے کیا گیا تاکہ لوگوں کے قلوب سے مغلوں کا مقابلہ کرنے کی خواہش بالکل مٹ جائے جس وقت چنگیز خاں سمرقند کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اسے اطلاع ملی کہ وہ فوج جو دریائے آموؔ[ل] کے دونوں طرف بھیجی گئی تھی کامیاب رہی ہے۔ اور سلطان خوارزم شاہ ملک کے اندر گھس گیا

[ل] قدیم یونانی اس دریا کو اوکسس اور عرب جیحون کہتے تھے۔

ہے تاکہ اور فوجیں جمع کر کے حفاظت کا سامان کرے ۔ یہ خبر پا کر چنگیز خاں نے فوراً جبی نویان سوبدائی بہادر اور توگو چار بہادر کے ماتحت تین نویان سلطان خوارزم شاہ کے تعاقب میں روانہ کئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ دریائے آمو کو عبور کر کے بغیر شہری آبادی کو کوئی صدمہ پہنچائے اپنے فرض کو سرانجام دیں یعنی خوارزم شاہ کو گرفتار کریں ۔ ان مذکورہ سرداروں کو حکم تھا کہ تمام پشتہ بند یوں اور انتظامات کو درہم برہم کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے ۔ دشمن کے عقب میں چلے جائیں اور اس کے بعد چنگیز خاں خود یلغار کرے گا تاکہ دشمن دونوں اطراف سے گھر جائے ۔

سلطان خوارزم شاہ کو اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ کوئی نئی فوج مرتب کر سکے ۔ صرف اپنے تعاقب کرنے والوں سے جان بچاتا پھرا اور بالآخر بحر خزر کے ایک جزیرہ میں پناہ لی اور وہیں انتہائی غربت کی حالت میں فوت ہوا ۔ اسی اثنا میں جبی نویان اور سوبدائی بہادر نے جنوبی روس کے کوہستان پر ایک حیرت انگیز یورش کی ۔ جہاں انہوں نے روسی شہزادوں کو کالکا کے مقام پر شکست فاش دی وراس کے بعد قازقستان کے راستہ سے چنگیز خاں کے صدر مقام کو لوٹ گئے ۔

۱۲۲۰ء کا موسم گرما چنگیز خاں نے کیف کے گرد و نواح میں گزارا ۔ جہاں آج کل کارشی کا شہر آباد ہے ۔ یہ مقام خانہ بدوشوں کے قیام کے لئے بہترین جگہ تھی ۔ اس قیام سے سپاہیوں اور گھوڑوں کو آرام ملا ۔ مفتوحہ ممالک پھر اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر رہے تھے ۔ چنگیز خاں نے ان ممالک میں معتدل زندگی کو از سر نو قائم کرنے کی کوشش کی ۔ متعدد مقامات پر مسلمان گورنروں کو مقرر کیا گیا ۔ البتہ جس جس مقام پر مغلوں کی فوج تھی ۔ وہاں مسلمان گورنر کے علاوہ ایک مغل فوجی افسر کو بھی مقرر کیا گیا ۔

موسم خزاں میں چنگیز خاں ترمیز[1] کی طرف بڑھا ۔ یہ شہر دریائے آمو کے کنارے آباد تھا ۔

---

[1] اب یہ مقام سوویٹ روس اور افغانستان کی سرحد پر ہے ۔

اسے ایک شدید یورش کے بعد لے لیا گیا۔ یہاں مدافعت بھی خوب ہوئی۔ اس شہر کے محاصرہ میں منجنیق استعمال کئے گئے اور انہوں نے خوب کام کیا۔ ان کے مقابلہ میں دشمن کے ہتھیار بالکل ناکام ہو گئے۔ اور مغل قلعہ کی دیواروں تک بڑھ گئے۔ یہ منجنیق چنگیز خاں کے حکم سے مسلمان انجنیئروں نے تیار کئے تھے۔ چنگیز خاں مہذب مفتوحہ ممالک سے کام لینا اور انہیں اپنے لئے مفید بنانا خوب جانتا تھا۔

سنہ ۱۲۲۰ء کا موسم سرما دریائے آمو کے کنارے بسر ہوا۔ جو موسم سرما کی چراگاہ کے طور پر موزوں تھا ــــــ ایک زبردست فوج کو تینوں شہزادوں اور بغورچی نویان کی ماتحتی میں خوارزم شاہ اور اس کے پایۂ تخت کی طرف بھیجا گیا۔ یہ علاقہ اچھی حالت میں تھا۔ ممکن تھا کہ یہ کسی جارحانہ اقدام کا مرکز بن جائے۔ یہاں ترکان خاتون جو سلطان خوارزم شاہ کی ماں تھی حاکم تھی۔ وہ ایک مضبوط عورت تھی۔ جب اس نے سنا کہ محاذ آمو میں انتشار پیدا ہو گیا ہے۔۔ اور اس کے بیٹے کو شکست ہوئی ہے۔ وہ بھی مغلوں کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی۔۔ اور فرار ہو گئی۔ لیکن ایران میں اسے مغلوں نے گرفتار کر لیا۔ ظالم اور اولوالعزم خاتون کو بالآخر چنگیز خاں اپنے ساتھ مغلستان میں لے گیا۔ جہاں وہ چنگیز خاں کی موت کے بعد بھی زندہ رہی۔ پایہ تخت پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور سنہ ۱۲۲۱ء کے موسم بہار میں اوگدائی اور چغتائی دونوں شہزادے اپنے باپ سے جا ملے جو اس وقت افغانی ترکستان میں تالکان کا محاصرہ کئے تھا۔

سنہ ۱۲۲۱ء کے موسم بہار میں دریائے آمو کو عبور کر کے چنگیز خاں نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ اور تالکان کی طرف بڑھا۔ اور فوج کے کچھ حصص کو مہموں پر بھیج دیا گیا۔۔ اور اسی ضمن میں شہزادہ تولی کو خراسان کی طرف بھیجا گیا۔

سلطان خوارزم شاہ کا بیٹا شہزادہ جلال الدین مغل تعاقب کرنے والوں سے بچتا ہوا اور انہیں ایک جگہ شکست دیتا ہوا غزنی (افغانستان) میں پہنچ گیا۔ اور یہاں اس نے ایک جارحانہ حملہ کے لئے فوج جمع کرنا شروع کر دی۔ وہ ایک بہادر اور مستعد انسان تھا۔ اور اپنے

باپ کے نقش قدم پر چلنا نہیں چاہتا تھا۔ بغیر اس امر کا اندازہ کرتے ہوئے کہ چنگیز خاں کی فوج نہایت اعلیٰ اور منظم ہے۔ وہ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں کود پڑا اور اس نے اس اقدام میں اس بات کا بھی اندازہ نہیں کیا کہ اس کے سپاہی کس حد تک قابل اعتماد ہیں۔ اس کا یہ تہیہ اس کے جوہر ذاتی اور جرأت کی وجہ سے تھا۔ اغلباً اس میں فرض منصبی کا احساس بہت زیادہ تھا یا وہ ایک اولوالعزم طبیعت کا مالک تھا۔ شہزادہ جلال الدین کے خلاف شیگی کتکو جس کا ذکر پہلے کہیں آچکا ہے کو بھیجا گیا تھا لیکن غزنی کے قریب شیگی کتکو کو شکست فاش ہوئی اور وہ مجبور ہو کر بچے کھچے آدمیوں کو لے کر چنگیز خاں کے صدر مقام کی طرف لوٹ آیا جنگ کی ساری روداد میں یہی ایک موقعہ ہے جہاں مغلوں کو شکست ہوئی۔ چنگیز خاں نے اس موقعہ پر وسیع القلبی کا ثبوت دیا اور اس افسوسناک خبر کو نہایت تحمّل اور سکون کے ساتھ سنا شیگی کتکو کے متعلق اس نے کہا:" وہ فتوحات کا عادی ہے اور اسے متعدد دفعہ فتح ہوئی ہے اور اسے تقدیر کی سنگدلی سے سابقہ نہیں پڑا۔ اب اسے تجربہ ہو گیا ہے۔ امید ہے آیندہ بہت محتاط رہے گا" چنگیز خاں کو خود بھی بارہا قسمت کے اونچ نیچ سے واسطہ پڑ چکا تھا۔ وہ اپنے جرنیلوں سے قسمت کے تلون کا ذکر کیا کرتا تھا اور وہ دوسروں میں احتیاط کی خصوصیت کو بہت پسند کرتا تھا۔ مثال کے طور پر جب اس نے جبی نویان کی کامیابی کے متعلق سنا جو اسے کوشلوک کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔ تو اس نے اسے کہلا بھیجا:" اس فتح پر مغرور نہ ہو۔ یہ غرور ہی تھا جس نے قرایت حکمران ونگ خاں کو تباہ کیا۔ اور نائمان سردار کی تباہی کا موجب ہوا۔"

چنگیز خاں شیگی کتکو کو اس کی صاف دماغی اور حسن بیان کی وجہ سے بہت پسند کرتا تھا۔ اس کا نئی چیزوں سے ایک مناسبت پیدا کر لینا اور بہادری جس کا اس نے اوائل ہی ثبوت دینا شروع کر دیا تھا۔ بہت پسندیدہ خصائص تھیں ـــــ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسم سرما کے وسط میں جب کہ چنگیز خاں کا لشکر گہری برف میں سے گزر رہا تھا۔ کیمپ سے تھوڑے فاصلہ سے ہرنوں کی ایک قطار گزری۔ شیگی کتکو نے جس کی عمر اس وقت پندرہ سال ہو گی ہرنوں کو

گزرتے دیکھ لیا اور کیمپ کے افسر سے ہرنوں کے تعاقب میں جانے کی اجازت طلب کی۔ جو گہری برف کی وجہ سے زیادہ بھاگ نہ سکتے تھے۔ رات کے وقت جب لشکر نے قیام کیا۔ تو چنگیز خاں نے شیگی کتکو کی عدم موجودگی کو بھانپ لیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ہرنوں کے تعاقب میں گیا ہے۔ تو کیمپ افسر پر بہت ناراض ہوا کہ اس نے ایسے موسم میں ایک لڑکے کو جانے کی اجازت کیوں دی۔ لیکن اتفاقاً اسی وقت شیگی کتکو واپس چلا آیا اور اس نے چنگیز خاں کے حضور عرض کیا کہ اس نے ۳۰ ہرنوں میں سے ۲۷ شکار کیے ہیں اور وہ ہرن دوسرے دن برف میں دبے ہوئے ملے۔ چنگیز خاں نے لڑکے کی بہادری کو پسند کیا اور پہلے سے زیادہ اسے پسند کرنے لگا۔

شیگی کتکو کی پسپائی کا اندازہ کر کے چنگیز خاں اس شکست کے اثرات کو زائل کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ جلال الدین نے اپنی فتح کا بہترین مصرف یہ کیا کہ مغل قیدیوں کو نہایت بے رحمی کے ساتھ مروا دیا۔ اس کے جرنیلوں کے درمیان رقابتیں اور دشمنیاں تھیں۔ انہیں وہ نہ مٹا سکا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض ایک بہادر انسان تھا اور معاملہ فہم اور مدبر نہیں تھا۔ تاکان پر مغلوں کا قبضہ ہو چکا تھا اور چنگیز خاں اس قابل تھا کہ اپنی ساری فوج کے ساتھ جلال الدین کے خلاف چڑھائی کرے۔ چنگیز خاں جب اس میدانِ جنگ سے گزرا۔ جہاں شیگی کتکو کو شکست ہوئی تھی تو اس نے میدان کا جائزہ لیتے ہوئے شیگی کتکو کو ملامت کی کہ اس نے جگہ کا انتخاب اچھا نہ کیا۔ جلال الدین پیچھے ہٹ گیا اور چنگیز خاں نے دریائے سندھ تک اس کا تعاقب کیا۔ اسی دریا کے کنارے ۱۲۲۱ء کے موسم خزاں میں چنگیز خاں اور جلال الدین میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ چنگیز خاں مغل فوج کی بذاتِ خود کمان کر رہا تھا اور جلال الدین کو جو اپنی فوج اور خاندان کو دریا کے دوسرے کنارے نہ لے جا سکا شکست ہوئی۔ اس کی جرأت اور ساتھیوں کی بہادری کسی کام نہ آئی۔ مسلمان فوج مغل جرنیلوں کے فوجی دستوں کے درمیان آ کر پس گئی۔ جن کو چنگیز خاں فیصلہ کن موقعہ پر آگے لے آیا تھا۔ جلال الدین تین اطراف سے مغل سواروں

میں گھر گیا تو وہ گھوڑے سمیت دریائے سندھ میں کود پڑا۔ اور دوسرے کنارے پہنچ گیا۔
اور اپنے اہل وعیال کو پیچھے فاتحین کے ہاتھوں میں چھوڑ آیا۔ یہ لکھا ہے کہ چنگیز خاں نے شہزادہ
جلال الدین کی بہادری کو بہت پسند کیا اور اپنے بچوں کو تلقین کی کہ وہ اس مسلمان سورما اور
بہادر کی تقلید کریں۔ یہ تقلید کے قابل ہے۔

دریائے سندھ کی یہی لڑائی ہے۔ جس میں چنگیز خاں بذاتِ خود مسلمانوں کے مقابل آیا۔
مغلوں کی روایات میں جلال الدین کو چنگیز خاں کے دشمنوں میں سب سے بڑھا کر دکھایا گیا ہے۔
مغل سلطان خوارزم شاہ کے متعلق سب کچھ فراموش کر چکے ہیں کیونکہ اس میں صولت نہ تھی۔ آج
بھی جب مغل چنگیز خاں کے اس علم کے سامنے اظہار عقیدت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں
زمانہ گزشتہ میں اتنی فتوحات نصیب ہوئیں تو وہ روح محافظ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
کہ جلال الدین جیسے بہادر دشمن کو اس کی مدد اور اعانت سے شکست ہوئی۔

اس دوران میں شہزادہ تولی نے نہایت مستعدی اور سرعت کے ساتھ اپنے کام کو
سرانجام دیا۔ جو اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ شہزادہ مذکور نے خراسان کے تین بڑے شہروں
مرو۔ نیشاپور اور ہرات کو فتح کیا۔

اب چنگیز خاں نے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ پہلے اس کی تجویز یہ تھی کہ ہندوستان
کے راستے سے ہمالیہ اور تبت سے ہوتا ہوا جائے۔ لیکن حالات اس تجویز کے لئے نامساعد
ثابت ہوئے۔ پہاڑوں کے درے برف سے اٹے ہوئے تھے۔ پیشگوئی کرنے والوں نے
جن میں لیو چیتسائی بھی شامل تھا اسے مشورہ دیا کہ ہندوستان میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔
چنگیز خاں ہمیشہ ان کی بات کو غور سے سنتا تھا۔ آخر اسے ٹانگٹ کی بغاوت کی خبر ملی۔
۱۲۲۲ء کا موسم گرما کوہ ہندوکش کے دامن میں بسر ہوا۔ دریائے سندھ کی لڑائی کے بعد
مغربی افغانستان سے واپسی کو چنگیز خاں کی مہمات میں سے ایک زبردست مہم سمجھنا چاہیئے
باوجود اس کے مشکلات بہت زیادہ تھیں۔ لیکن مغل فوج اپنے عظیم المرتبت سردار کی

رہنمائی میں ایک دفعہ بھی مشکل میں گرفتار نہیں ہوئی ۔ ۱۲۲۲ء کے موسم بہار میں مذہب تاؤ کا راہب چنگ چون چنگیز خاں کو ملنے کے لئے آیا۔ چنگیز خاں راہب مذکور کی زاہدانہ زندگی کا حال دیر سے سن چکا تھا۔ اور ۱۲۱۹ء میں راہب چنگ چون کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ تاکہ اس سے حیاتِ جاوداں کی دوا معلوم کرے ۔ اسے علم ہوا تھا کہ چینی حکیم لاؤتزے کے پیرو سنگ پارس کی تلاش میں ہیں ۔ اور جادو میں خوب ماہر ہیں۔ لیکن درحقیقت حکیم چنگ چون مذہب لاؤ کے فرقہ سے تعلق رکھتا تھا ۔ جو سنگ پارس کو روحانی دنیا میں تلاش کرتے ہیں اور مادی کیمیا کا انکار کرتے ہیں۔ جس میں کہ لاؤ مذہب کے دوسرے فرقے معروف تھے ۔

اس لمبے سفر میں حکیم چنگ چون کی چنگیز خاں کے حکم سے بہت عزت اور مدارات ہوتی رہی سمرقند میں اس راہب نے دیر تک قیام کیا۔ اور اسی جگہ چنگیز خاں کا قاصد مندرجہ ذیل پیغام کے ساتھ اس کے پاس آیا۔ "مقدس انسان! تم طلوع آفتاب کی سرزمین سے آئے ہو۔ پہاڑوں اور وادیوں کو عبور کرنے میں بہت سی دقتوں اور تھکاوٹ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اب ہم اپنے وطن کو واپس جا رہے ہیں۔ اور آپ سے مذہب لاؤ کی تشریح سننا چاہتے ہیں آپ جلدی آئیں اور ہم سے ملیں۔"

حکیم چنگ چون نہایت سرعت کے ساتھ چنگیز خاں کے کیمپ کی طرف روانہ ہوا۔ چنگیز خاں اس وقت جنوبی ہندوکش میں فروکش تھا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو ہیبتناک فاتح نے نہایت عزت کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اور اسے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ " اور درباروں نے بھی تمہیں بلایا۔ لیکن تم نے جانے سے انکار کر دیا اور اب جب کہ تم ایک دور افتادہ مقام سے چل کر آئے ہو۔ مجھے تمہارے آنے سے بہت خوشی ہوئی۔" چنگیز خاں نے حکم دیا فواکہ وغیرہ لائے جائیں ۔ پھر راہب کو خطاب کیا ۔ "مقدس انسان! تم بہت دور سے آئے ہو ۔ حیاتِ جاوداں حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی دوا ہے تو وہ دوا مجھے دو" راہب نے جواب دیا۔ ۔ "زندگی کو محفوظ کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی دوائی نہیں ۔ جس سے انسان ہمیشہ زندہ رہ سکے"

اس جواب سے چنگیز خاں کو مایوسی نہیں ہوئی ۔ بلکہ اس کے برخلاف اس نے چینی راہب کے خلوص اور صاف گوئی کی تعریف کی ۔ ایک دن مقرر ہوا ۔ جس دن چنگ چون راہب اپنے عقیدہ کو بیان کرے ۔ لیکن بعض فوجی پیش آمدہ حالات کی وجہ سے اسے ملتوی کرنا پڑا کیونکہ ان پہاڑوں میں دشمن چھپے ہوئے تھے ۔

چنگ چون راہب کو واپس سمرقند جانے کی اجازت مل گئی ۔ اس کے بعد وہ پھر ایک دفعہ چنگیز خاں سے ۱۲۲۲ء کے موسم خزاں میں ملا ۔ جب کہ شہنشاہ واپس منگولستان جا رہا تھا ۔ وہ کچھ عرصہ صدر مقام میں ٹھہرا ۔ چنگیز خاں اس کی باتوں کو نہایت غور سے سنتا تھا ۔ اسے ہر روز کھانے پر مدعو کرتا تھا اور اسے شراب ۔ سردے اور دوسرے فواکہ بھجواتا تھا ۔ چنگیز خاں نے تین مواقع پر راہب کی باتوں کو سنا ۔ ان مواقع پر نشست کا انتظام خاص خیمہ میں کیا جاتا ۔ جہاں عورتیں نہ ہوتیں ۔ چنگیز خاں نے تانگشی احاہی جو قرا ختائی کا رہنے والا تھا اور سمرقند کا گورنر تھا کو حکم دیا کہ وہ راہب کی باتوں کا ترجمہ کر کے اسے بتلائے ۔ راہب کے کلمات بہت تسلی بخش تھے ۔ ایک مہینہ کی انیس تاریخ کو چنگیز خاں نے خود بخود راہب کو بلوا بھیجا ۔ راہب نے عقیدہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ۔ خان بہت خوش ہوا ۔ اسی مہینہ کی ۲۳ تاریخ کو چنگیز خاں نے پھر راہب کو مدعو کیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور بڑی خوشی کے ساتھ اس کی باتوں کو سنا اور حکم دیا کہ یہ باتیں لکھ کر محفوظ کر لی جائیں اور چینی زبان میں لکھی جائیں تاکہ یہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں ۔ چنگیز خاں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا " مقدس راہب نے تین دفعہ مجھے زندگی کو محفوظ کرنے کا راز بتایا ہے ۔ میں نے ان باتوں کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دی ہے ۔ ان باتوں کو لوگوں پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا "۔

چینی فلسفی کی باتوں سے چنگیز خاں بہت خوش ہوا اور ان میں دلچسپی کا اظہار کیا ۔ متعدد دفعہ شہنشاہ اس سے ملا اور اس سے مختلف سوالات کئے ۔ مثلاً بجلی کی کڑک کے متعلق دریافت کیا اور چنگ چون کے جوابات کو نہایت توجہ اور التفات سے سنتا رہا ۔ ایک موقعہ پر چنگیز خاں نے

شہزادوں۔ جرنیلوں اور درباریوں کو جمع کیا۔ اور انہیں یوں خطاب کیا۔ "چینی لوگ اس مقدس راہب کی اسی طرح تقدیس کرتے ہیں۔ جس طرح تم فلک لازوال کی کرتے ہو۔ مجھے پختہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ ایک بزرگ اور مقدس انسان ہے۔" پھر اس نے چینی فلسفی کی باتوں کو بیان کرتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ مقدس راہب نے مجھ سے کہا ہے وہ فلک لازوال کی روحانی تاثیر اور فیضان سے ہے۔ سو تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ ان باتوں کو اپنے دل میں محفوظ کرے۔"

سنہ ۱۲۲۲ء کے موسم سرما میں چنگیز خاں نے سمرقند کے قریب قیام کیا۔ اور جنوری سنہ ۱۲۲۳ء کے اختتام پر وہ سیر دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ اور مارچ کے مہینہ میں دریائے تاشقند کے کنارے جو کاہستان ہے وہاں کیمپ کیا۔ یہاں مشرقی پہاڑوں کے قریب وہ ایک سور کا شکار کرتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور سور کے حملہ سے بال بال بچا۔ حکیم چنگ چون نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہنشاہ کو ترغیب دی کہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اس لئے زیادہ شکار نہ کرے۔ اور کہا۔ "گھوڑے سے گرنا آسمان کی طرف سے اشارہ ہے اور سور جو آگے نہیں بڑھ سکا یہ آسمان کی حفاظت کی علامت ہے۔" چنگیز خاں نے جواب دیا۔ "میں بھی یہی سمجھا تھا ——— تمہاری نصیحت قابل قدر ہے۔ ہم مغل اوائل ہی سے شکار کے عادی ہوتے ہیں اور یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی۔ لیکن میں نے تمہاری نصیحت کو اپنے دل میں جگہ دی ہے۔"

اس کے بعد چنگ چون نے گھر جانے کی اجازت مانگی اور اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔ چنگیز خاں نے باوجود فوجی شور و غوغا اور گہما گہمی کے فلسفی کی تعلیم کی داد دی۔

سنہ ۱۲۲۳ء کے موسم بہار میں شہزادگان اوگدائی اور چغتائی بھی چنگیز خاں سے دریائے سیر کے کنارے آملے۔ کولان باشی کے میدان میں شکار کا اہتمام کیا گیا اور جانوروں کو قپچاق کے کاہستان سے بھگا کر لایا گیا۔ جوجی چنگیز خاں کا بڑا بیٹا بھی باپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوا اور اس نے بیس ہزار سفید گھوڑوں کا تحفہ پیش کیا۔

مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے چنگیز خاں نے سنہ ۱۲۲۴ء کا موسم گرما ارتیش میں بسر کیا۔ اور

ایک سال کے بعد منغولستان میں پہنچا۔ ملک نائمان کی سرحد پر اس سے شہزادگان قبلائی اور ہلاکو ملے یہ شہزادے شہزادہ تولی پسر چنگیز خاں کے بیٹے تھے۔ قبلائی خاں بعد میں چین کا شہنشاہ ہوا۔ اور ہلاکو ایران کا فرمانروا بنا۔ خوردسال شہزادوں نے پہلی دفعہ شکار کھیلا۔ مغلوں کا یہ دستور تھا کہ اس لڑکے کی درمیانی انگلی کو گوشت اور چربی ملتے تھے۔ جو پہلی دفعہ شکار کو جائے۔ چنگیز خاں نے اپنے پوتوں کے لئے اس رسم کو خود ادا کیا۔۔۔۔ چنگیز خاں کے تین چھوٹے لڑکے اس کی معیت میں منغولستان گئے اور جوجی قبچاق کے کاہستان میں رہا۔

وہ مہم ختم ہوئی۔ جس نے تاریخ ایشیا پر نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ پر اتنا گہرا اثر ڈالا۔ کیونکہ یہ مہم اسلامی دنیا میں مغلوں کے اقتدار کا نقطۂ آغاز ہے۔

چنگیز خاں بغیر خوارزم شاہی سلطنت کی تسخیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے لوٹ گیا۔ لیکن ترکستان میں مغلوں کی حکومت مضبوطی سے قائم ہو گئی۔ ایک نیا انتظام نافذ کیا گیا۔ اور ملک سے بہت جلد جنگ کے اثرات دور ہونے لگے۔

تیرھواں باب

آخری مہم اور چنگیز خاں کی موت

چنگیز خاں نے ۲۶-۱۲۲۵ء کا موسم گرما اور جد کا موسم گرما اپنے صدر مقام دریائے تولا کے کنارے بسر کیا۔ جہاں کبھی ونگ خاں کے خیمے لگا کرتے تھے۔ چنگیز خاں اب اپنے عروج اور اقتدار کی انتہائی بلندی پر تھا۔ وہ ایک وسیع اور عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا جو منظم تھی۔ اور اس کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرتی تھی۔ اور اس کے ماتحت ایسی فوج تھی جو نہایت جری اور وفادار تھی اور متعدد فتوحات کی وجہ سے مشہور تھی۔ اس کے اردگرد قابلِ اعتماد ساتھی تھے۔ جنہوں نے اس کے دست و بازو بن کر اتنی عظیم الشان سلطنت کی تعمیر کی تھی۔ وہ جی حضوری نوکر نہیں تھے۔ بلکہ قابلِ اعتماد۔ تجربہ کار اور فعال کارکن تھے اور وہ ان سب کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہہ سکتا تھا "تم نے ہمیشہ میری مدد کی اور اس کام کے کرنے کا مشورہ دیا جو مفید تھا اور مجھے ملامت کی اور اس کام سے روکا جو مضر تھا۔ تمہاری اس وفاداری کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں تمہاری جان نثاری اور مدد سے ہی اتنے رفیع مرتبہ کو پہنچا۔" صرف اس کا بڑا بیٹا جوجی اس کے لیے تکلیف کا باعث ہوا۔ جوجی کا رجحان چنگیز خاں اور اس کی سلطنت سے علیحدہ رہنے کی طرف تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے لئے ایک نئی سلطنت

پیدا کرے۔ جس میں نئے فتح کردہ علاقے بھی شامل ہوں۔ وہ اولوالعزم تھا۔ خوارزم شاہ سے جنگ کے دوران میں اس نے اپنے باپ اور تابدار بھائیوں کی پالیسی سے اختلاف کیا۔ جنگ کے بعد باپ سے دور رہنے کی وجہ سے اس نے غیروفادارانہ علامات کا اظہار کیا معلوم دیتا ہے کہ صرف جوجی ہی وہ بادل تھا جس نے چنگیز خاں کی شام زندگی کو زیادہ تاریک کیا۔

صرف شاہ ٹانگٹ کو سزا دینے کا کام باقی تھا۔ جس نے مدد دینے سے انکار کر دیا تھا۔ چنگیز خاں جب مغربی ممالک کی طرف روانہ ہوا تو اس نے عہد کیا تھا کہ وہ شاہ ٹانگٹ کو سزا دے گا۔ سنہ ۱۲۲۶ء میں اس نے اپنی تمام افواج ٹانگٹ والوں کے خلاف جمع کیں۔ صرف انتقامی جذبہ ہی اس مہم میں کارفرما نہیں تھا۔ اس جنگ کے اور بھی بعض وجوہ تھے۔ چین سے چنگیز خاں کی واپسی پر خاندان قن نے اپنی مملکت کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مقولی جو چین میں چنگیز خاں کا نائب تھا وہ ان سے ایک طویل جنگ میں الجھا رہا۔ چنگیز خاں اس حقیقت سے بخوبی واقف تھا کہ بعض جغرافی حالات کی وجہ سے مملکت قن کو کچلنا سخت مشکل ہے۔ جب تک کہ ٹانگٹ پر قبضہ نہ ہو جائے۔ جہاں سے قن پر حملہ کرنا بہت آسان ہے۔ وہ ٹانگٹ کی مہم کو اتنا ضروری خیال کرتا تھا کہ باوجود پیرانہ سالی کے اس نے اپنے جرنیلوں میں سے کسی کے سپرد یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ فوجوں کی کمان خود اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ قوت فیصلہ اس امر کو واضح کرتی ہے کہ باوجود کبرسنی کے اس میں اخلاقی اور جسمانی قوت موجود تھی۔

یہ مذکورہ مہم سنہ ۱۲۲۶ء میں شروع ہوئی۔ اس کی بیوی یسوئی اور اس کے بیٹے ساتھ تھے مہم کی ابتدا بہت کامیاب رہی۔ لیکن موسم سرما میں شکار کرتے ہوئے چنگیز خاں کا گھوڑا جنگلی گھوڑے کو دیکھ کر بدکا جو اب بھی اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں اور چنگیز خاں گھوڑے سے گر پڑا اور اتنا بیمار ہو گیا کہ چنگیز خاں کے بیٹوں اور بوڑھے جرنیلوں نے مجلس مشاورت قائم کی۔ کہ ایسے موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے۔ ایک جرنیل نے کہا "ٹانگٹ لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ وہ یہاں سے چلے نہیں جائیں گے۔ ہمیں اب گھر کو لوٹ جانا چاہیئے۔ جب خان صحت یاب

ہوجائے۔ تو اس وقت ہم پھر آکر حملہ کریں گے۔" اس فیصلہ پر مجلس تمام ہوئی لیکن جب اس فیصلہ کی اطلاع چنگیز خاں کو دی گئی تو اس نے اس فیصلہ کو ناپسند کیا اور کہا۔ "اگر ہم واپس چلے گئے تو ٹانگٹ والے خیال کریں گے کہ میں ان سے ڈرتا ہوں۔ میں ہیں علاج کراؤں گا۔ پہلے ہمیں ایک پیغام بھجوانا چاہیے۔ دیکھیں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں" مندرجہ ذیل پیغام شاہ ٹانگٹ کو بھجوایا گیا۔" ہماری دوستی کا آغاز اس وعدہ سے ہوا تھا کہ تم ہمارے دست راست ہو گے۔ لیکن جب مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کی گئی تو تم نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ اور بجائے وفاداری کے تم نے توہین کی۔ اب ہم مسلمانوں پر فتح حاصل کر چکے ہیں۔ ہم تم سے تسلی بخش جواب چاہتے ہیں۔"

ٹانگٹ فرمانروا کا جواب پھر توہین آمیز تھا۔ جس سے چنگیز خاں کا غصہ بھڑک اٹھا۔ اور اس نے اپنے عمائد کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔ میں مرجاؤں گا۔ لیکن اس کی سرکوبی کر کے چھوڑوں گا۔ میں فلک لازوال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا۔" یہ الفاظ الہامانہ ثابت ہوئے۔ اس نے اپنے دشمن کو نیست و نابود کر دیا۔ لیکن خود بھی اس مہم کے دوران میں مر گیا۔

پہلی مہمات میں جیسا ہوتا رہا۔ چنگیز خاں صرف بڑی فوج کی قیادت نہیں کرتا رہا بلکہ سارے میدانِ جنگ میں ہر ایک کام کی نگرانی خود کرتا تھا۔ اور فوجی دستوں کو اس طرف بھجواتا تھا۔ جہاں دشمن کے فوجی دستوں کو وہ زیادہ اہم خیال کرتا تھا۔ ٹانگٹ نے سختی سے مقابلہ کیا۔ لیکن یکے بعد دیگرے ان کے شہزادوں نے ہتھیار ڈالنے شروع کر دیئے۔ اور ان کی فوجوں کو پے در پے شکستیں ہوئیں۔ لنگ چاؤ کا شہر لینے کے بعد ننگ ہیا کا جو ٹانگٹ کا دارالخلافہ تھا محاصرہ کیا گیا۔ چنگیز خاں نے موسم گرما دریائے سی کیانگ کے کنارے بسر کیا۔ یہ مقام شہر سنگ چاؤ کے قریب تھا۔

اگست ۱۲۲۷ء میں موت کا پیغام شہنشاہِ اعظم کو آپہنچا۔ اس کی عمر ۷۲ سال

ہو چکی تھی۔ تھوڑا عرصہ پہلے اسے اپنے بیٹے جوجی کی وفات کی خبر ملی تھی۔ چنگیز خاں کو احساس ہو چکا تھا کہ اس کی وفات قریب آ رہی ہے اور اسے آخری ہدایات دینے کا وقت مل گیا تھا۔ اس کے بیٹوں میں سے اس کا چہیتا بیٹا تولی پاس تھا۔ اس کے اور باقی جرنیلوں کے سامنے چنگیز خاں نے خاندانِ قن کے خلاف مہم کی تجویز کا ذکر کیا اور حکم دیا کہ جب مانگ ٹ کا دارالحکومت فتح ہو جائے تو بادشاہ کو مع اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں کے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور اس کی وفات کو اس وقت تک صیغۂ راز میں رکھا جائے جب تک یہ مہم سر نہ ہو جائے۔ رشید الدین مؤرخ لکھتے ہیں "وہ دنیائے فساد سے گزر گیا اور اپنا تخت میراث کے طور پر اپنے عظیم الشان قبیلہ کو دے گیا۔"

چنگیز خاں کی لاش کو منغولستان میں اس کے مستقل صدر مقام میں لایا گیا۔ جہاں سب بیٹوں۔ جرنیلوں اور بیویوں نے اس کا ماتم کیا۔ اس کے بعد اس کی لاش کو کوہ برکان کالدون پر ایک جگہ دفن کر دیا گیا۔ یہ جگہ چنگیز خاں نے اپنے لئے خود انتخاب کی تھی۔ ایک دفعہ جب کہ وہ اس مذکورہ پہاڑی پر شکار کھیل رہا تھا ایک تنہا جگہ اس کے لئے جاذبِ توجہ ہوئی۔ اس نے اس جگہ کو بہت پسند کیا۔ اور کچھ دیر درختوں کے سائے کے نیچے ایک وجدان کیفیت میں بیٹھا رہا۔ "یہ جگہ میری آخری آرامگاہ کے لئے موزوں ہے اس کی یادداشت رکھ لی جائے۔" چنگیز خاں نے ان لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ جو اس وقت اس کے اردگرد جمع تھے اور بعد میں اسی جگہ دفن ہوا۔

چودھواں باب

چنگیز خاں کا ورثہ

چنگیز خاں نے یہ کارہائے نمایاں اپنے ذاتی مقاصد، اپنے خاندان اور اپنے اقربا کے لیے کیے۔ وہ اپنے بعد اپنے ورثا کے لیے ایک بہت بڑی سلطنت چھوڑ گیا۔ اور عظیم الشان سلطنت کے انتظام کے لیے "یاسا" اور اپنے اقوال (بلیک) بطور اصول کے چھوڑے۔ وسیع ممالک اور مہذب اقوام کی فتوحات نے چنگیز خاں کے نظام سلطنت کے متعلق نقطۂ نگاہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی۔ اس کے خیالات حکومت کے متعلق وہی رہے جو اس وقت تھے جب کہ اس نے تمام قبائل کو متحد کیا تھا۔ آخیر عمر تک وہ سلطنت کو اپنے قبیلہ کی میراث سمجھتا تھا اور حکومت کا انتظام کچھ اس رفتار پر کیا گیا تھا کہ اس کے اہل قبیلہ اور ساتھی زیادہ سے زیادہ زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ورثا اور مغلوں کا طبقۂ امرا ہمیشہ خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کریں گے۔ کیونکہ زندگی کی یہ طرز زیادہ آسان اور آزاد تھی۔ اور خانہ بدوشوں کے لئے شہروں میں رہنے والوں پر حکومت کرنا بہت آسان تھا۔ اس کے نزدیک شہروں کے رہنے والے خانہ بدوشوں کے ابدی غلام تھے اور وہ محنت شاقہ کے لئے مجبور تھے۔ تاکہ ان کے خانہ بدوش آقا

عیش ونشاط سے زندگی بسر کرسکیں۔

مہذب اقوام سے راہ ورسم پیدا ہونے کی وجہ سے چنگیز خاں کے خیالات کسی حد تک اعتدال پہ آچکے تھے۔ مغل سلطنت کے حکمران اس کے خاندان کے افراد تھے۔ اس کے خاندان کو "خاندانِ زریں" کہا جاتا تھا۔ جس میں اس کے بیٹے اور قریبی رشتہ دار شامل تھے۔ ان کے ساتھ اس کے ساتھی اور ان کے ورثا محافظ اور آزاد سب مل کر حکمران جماعت تھی۔ اور ان سب کی بہتری اور بہبود کے لیے سلطنت کو قائم کیا گیا تھا۔ اور اسی مقصد کے لیے اس سلطنت کو قائم رہنا تھا۔ قبیلے کا اقتدار اور فردِ واحد کا اقتدار آپس میں متبائن نہیں تھے اقتدارِ اعلیٰ یعنی شہنشاہ سب سے پہلے اپنے قبیلہ کا قائد تھا۔ یہ طوت اسے آسمان کی برکت اور اپنے قبیلہ کی مدد سے حاصل ہوئی تھی۔ سلطنت ایک ہونی چاہیئے اور اس کا قائد اور شہنشاہ بھی ایک ہونا چاہیئے۔ چنگیز خاں نے کہا تھا کہ میرے بعد میرا رتبہ میرے بیٹوں میں سے ایک کو ملے۔ میرے الفاظ ناقابلِ تغیر ہیں اور میں ان میں کسی قسم کا ردو بدل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

سلطنت سارے شاہی خاندان کی ملک تھی۔ چنگیز خاں نے جائداد کی تقسیم کے قدیم اصول کو تسلیم کیا تھا۔ جس میں خاندان کے ہر فرد کو مشترکہ جائداد میں حق استفادہ حاصل تھا۔ ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا حلقہ خانہ بدوش قبیلوں کے مجموعہ سے بنتا تھا۔ جنہیں متعین امدادی فوج دینا پڑتی تھی۔ انہیں اچھی اچھی چراگاہیں مہیا کر دی جاتی تھیں۔ تاکہ وہ تمول سے زندگی بسر کر سکیں۔ ان کے علاوہ خان کے بیٹوں، بھائیوں اور بیواؤں کو جاگیر ار علاقے مفتوحہ ممالک سے دیئے جاتے تھے۔ جن میں شہری آبادی بھی ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ شہری آبادی ان کے علاقہ کا حصہ نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس کے محاصل اور آمدنی اس شہزادہ کو نہیں ملا کرتی تھی جو اس کے گردونواح میں اترا ہو۔ بلکہ خان سے لے کر سب جاگیرداروں میں تقسیم ہوا کرتی تھی۔ یعنی اس آمدنی میں سب خاندان کا حصہ شامل ہوا کرتا تھا۔ اس کے

علاوہ ہر ایک جاگیردار کو ایک مخصوص تعداد مستعد کارندوں کی دی جاتی تھی جن میں اہل حرفہ اور فن کار شامل ہوتے جو کلیتاً اس کے ماتحت ہوتے تھے۔ اور وہ جہاں چاہتا انہیں آباد کرسکتا تھا۔ مہذب صوبوں کی حکومت ایسے گورنروں کے سپرد کی جاتی تھی جو براہ راست خان یعنی شہنشاہ کے سامنے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اور جاگیردار شہزادوں کو اجازت نہیں ہوتی تھی کہ ان کے مال اور معاشی نظام میں کسی قسم کا دخل دے سکیں۔ خان ساری سلطنت کا قائد اعظم تھا۔ لیکن اس کا ذاتی یا جگیزار علاقہ ہوتا تھا۔ اور اہل حرفہ اور فن کاروں کی بستیاں ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس کی ذاتی ملکیت اس کی فوج خاصہ تھی۔

قبیلہ کی اس متحدہ حکومت کی ایک صورت "قورولتائی" یعنی مجلسِ مشاورت بھی تھی۔ جو خان کا انتخاب کرتی تھی اور انہیں سلطنت کے جملہ امور پر بحث ہوتی تھی۔ اس طرزِ حکومت کے متعلق چنگیز خاں کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس کے نظام میں "قوروتائی" ہمیشہ موجود رہا۔ یہ قوروتائی ایک مجلس مشاورت ہوا کرتی تھی۔ جس میں خان کے قبیلہ کے لوگ، مغل طبقہ امرا کے لوگ جو خان کے وفادار ہوتے تھے شامل ہوا کرتے تھے۔ خان سلطنت کا قائد اعظم تھا جو فلک لازوال کی طاقت سے حکومت کرتا تھا۔

چنگیز خاں نے اپنا جانشین خود مقرر کیا تھا۔ اس نے اپنے تیسرے بیٹے اوگدائی کو منتخب کیا۔ یہ انتخاب بھی چنگیز خاں کے ملکۂ مطالعہ فطرتِ انسانی پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ چنگیز خاں کے چاروں بیٹوں میں سے جو اس کی بڑی بیوی بورتہ کے بطن سے تھے۔ جوجی۔ چغتائی۔ اوگدائی اور تولی ان میں سے کسی میں بھی اپنے باپ کا مخصوص جوہر نہیں تھا۔ نہ ان میں وہ آہنی قوتِ ارادی تھی۔ جس کا ایک مغل فرمانروا کے اندر موجود ہونا ازبس ضروری ہے۔ لیکن شہزادہ اوگدائی وسیع القلب تھا۔ طبیعت کا نرم تھا اور اپنے اخلاق حسنہ سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس میں کافی قوتِ ارادی بھی تھی۔ وہ غیر ذمہ دارانہ اثر اور سازش سے متاثر نہیں ہوتا تھا اور سختی بھی کرسکتا تھا ——— ان

خصائص کی وجہ سے چنگیز خاں نے اسے انتخاب کیا۔ شہزادہ تولی بہادر سپاہی اور قابل کپتان تھا۔ شہزادہ چغتائی اپنے باپ کے قائم کردہ اداروں کا سختی سے پابند تھا اور "یاسا" کا عالم تھا۔ جسے چنگیز خاں بہت اہم سمجھتا تھا لیکن ان شہزادوں کو انتخاب نہیں کیا گیا۔

جب چنگیز خاں نے اپنے اس فیصلہ کا ذکر شہزادہ اوگدائی سے کیا تو شہزادہ نے جواب دیا:" ولد محترم! یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ کا جانشین بن سکوں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ میرے بیٹے اور پوتے شاید اس کے اہل نہ ہوں اور اس قابل نہ ہوں کہ تخت پر بیٹھ سکیں میں صرف یہی آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں "۔

" اگر اوگدائی کے بیٹوں اور پوتوں میں کوئی اس کا اہل نہ ہوگا تو کیا میری اولاد میں سے کوئی بھی اس قابل نہ ہوگا ؟" چنگیز خاں نے جواب دیا۔

چنگیز خاں کے اس قول پر حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ مغلوں میں یہ بات مسلمہ تھی اور شہزادے اور رؤسا اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ چنگیز خاں کی یہ وصیت ہے کہ اس کے جانشین اوگدائی کی اولاد سے انتخاب کئے جائیں چنگیز خاں نے واضح طور پر اس رائے کا اظہار نہیں کیا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ وہ سلطنت کے لئے مستقبل میں اچھے فرماں رواؤں کا سلسلہ چاہتا تھا ۔ چنگیز خاں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جانشین کا انتخاب پہلے ہی سے ہو جانا چاہئے اور اس شخص کی جائز اولاد میں سے ہونا چاہئے جو حکمران ہو ـــــ"

" قورولتائی" کو اختیار نہیں تھا کہ وہ خان کے فیصلہ کو تبدیل کر سکے۔ اور وہ مجبور تھی۔ کہ چنگیز خاں کے فیصلہ کو تسلیم کرے۔ چنگیز خاں کی وفات کے بعد جب شہزادے اور رؤسا "کردین" کے مقام پر ایک مجلس میں جمع ہوئے تو انہوں نے چنگیز خاں کے فیصلہ کے مطابق اوگدائی کو خان تسلیم کیا۔ اور اسے فوج خاصہ اور تمام لوگوں پر حکومت کا حق دیا گیا۔ اوگدائی اپنے باپ کی امیدوں کے مطابق پورا اترا جس نے اسے فراست سے انتخاب کیا تھا۔ اس

کے عہد حکومت میں سلطنت میں وحدت قائم رہی اور کوئی واقعہ ایسا پیش نہ آیا جو نظام حکومت میں خلل انداز ہو۔ یوں معلوم دے رہا تھا کہ چنگیز خاں کی تجاویز اور خواہیں معرض وجود میں آرہی ہیں۔ اوگدائی کو رفاہ عام کا بھی بہت خیال تھا۔ وہ کہا کرتا تھا: "ہمارے خان چنگیز نے ہمارے شاہی گھرانہ کو محنت شاقہ سے بنایا اب وقت ہے کہ عام لوگوں کو آسودگی اور امن دیا جائے۔ اور ان کے بوجھ کو کم کیا جائے۔" امر واقعہ بھی یہی ہے کہ چنگیز خاں نے بڑی محنت کے ساتھ اپنے خاندان کے تعزز اور ترفع کو قائم کیا اور ورثہ میں ایک عظیم الشان سلطنت چھوڑی اور وہ چاہتا تھا کہ اس کے ورثا کو یہ ورثہ نہایت بہتر حالت میں ملے۔

چنگیز خاں اخیر عمر تک ایغور کلچر اور ایغور طریقہ تعلیم کا مؤید رہا کیونکہ اس کا خیال تھا۔ کہ یہ مغلوں کے حسب حال ہے۔ اس سے چنگیز خاں کی دوررسی اور بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے نقطۂ نگاہ میں ایغور ثقافت کو جو تفوق حاصل تھا اس پر چین اور اسلامی ممالک کی بلند پایہ ثقافت کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ حالانکہ دونوں تہذیبوں کے نمائندوں سے اس کے گہرے تعلقات تھے۔ جیسا کہ لیوچیتسائی اور چنگ چون سے تھے۔ چنگیز خاں کا خیال تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ مغل جنہوں نے ایغور تعلیم حاصل کی ہے وہ اتنے قابل ثابت ہوں گے کہ سلطنت کو انتظامی امور کے لئے غیر ملکی لوگوں کو ملازم رکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چنگیز خاں تعلیم کو جس کے بغیر مہذب ممالک کا انتظام مشکل تھا خانہ بدوشوں کے لئے مناسب اور ضروری سمجھتا تھا۔ اسے امید تھی کہ اس کے جانشین مدنی انتظام قائم کریں گے جو "یاسا" کی تعلیم کے مطابق ہوگا۔ جیسا کہ اس نے خود فوجی نظام قائم کیا تھا۔ اس کی اپنی قوم سے بہت امیدیں وابستہ تھیں۔

چنگیز خاں کی سلطنت اس کی وفات کے چالیس سال بعد تک برقرار رہی۔ اس کے بعد چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی صورت میں یہ نظام قائم رہا۔ وہ اقطاعی شہزادے جو آج[1] مغلوں پر حکومت کرتے ہیں وہ چنگیز خاں کی نسل سے ہیں۔ مغل سلطنت کے نظام ترکیبی کے بہت

[1] جیسے بیرونی منگولیا میں سوویٹ روس کا اقتدار قائم ہوا ہے اس کا اطلاق صرف چینی منگولیا پر ہو سکتا ہے۔

سے نقوش ان ریاستوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس کی تباہی کے بعد معرض وجود میں آئے۔ کچھ ان میں سے آج بھی باقی ہیں۔ اس سے چنگیز خاں کی قوتِ انتظامیہ کا پتہ چلتا ہے۔

بحیثیت مجموعی چنگیز خاں کی تجاویز ناکام رہیں۔ اس کی سلطنت تحلیل ہو گئی اور وہ مغل جن کی رہنمائی اس کے سیاسی تدبر اور فوجی اولوالعزمی نے تاریخ عالم کی طرف کی تھی زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے۔ مفتوحہ ممالک اور مہذب اقوام میں جذب ہو گئے اور اپنے وطن میں وہ پھر اسی حالت پر آگئے جس میں سے وہ چنگیز خاں کی قیادت کی وجہ سے نکلے تھے۔

چنگیز خاں کے سیاسی نظام میں کمزور ترین بات یہ تھی کہ اس نے خانہ بدوشوں کی زندگی اور تہذیب کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی۔ دوسرے اس کا خیال تھا کہ اس کے خاندان میں کبھی انتشار پیدا نہیں ہوگا۔ اور وہ مجموعی طور پر ایک خان کے ماتحت فلک لازوال کی مدد سے "یاسا" کے غیر متبدل قوانین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حکمران رہے گا۔ اس کی یہ تجاویز مرورِ زمانہ کی حریف نہ ہو سکیں۔ تہذیب اور خانہ بدوشی ایک جگہ جمع نہیں کی جا سکتی تھیں اور "یاسا" ان حالات اور واقعات کو نہ روک سکا۔ جن کی وجہ سے شاہی خاندان میں انتشار پیدا ہو گیا۔

پندرھواں باب

چنگیز خاں روزمرہ زندگی میں

چنگیز خاں کی چار بڑی بیویاں تھیں۔ بورتہ۔ کولان۔ یسوئی اور یسوگین۔ اور چاروں کے علیحدہ علیحدہ خیمے تھے۔ جنہیں "اردو" کہتے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سی تعداد میں کم رتبہ بیویاں تھیں۔ جن میں سے ایک قن شہنشاہ کی لڑکی بھی تھی۔ داشتہ عورتیں بھی تھیں اور خادمہ لڑکیاں بھی تھیں۔ جب وہ گھر میں ہوتا تھا تو اس کے ارد گرد حسین عورتوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ میدانِ جنگ میں بھی اس کے ساتھ ایک بیوی ضرور رہتی تھی۔ ایک سازندوں کا طائفہ ہوتا تھا۔ جن میں سترہ یا اٹھارہ خوبصورت لڑکیاں ہوا کرتی تھیں۔ جو آلاتِ موسیقی کو بجانے کی خوب ماہر ہوتی تھیں۔

یہ حالات ہمیں چینی جرنیل منگ ہنگ کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں۔ اور یہی جرنیل ایک جگہ چنگیز خاں سے اپنی ایک ملاقات کا حال لکھتا ہے:۔ "جب ہمارا ایلچی چنگیز خاں کے حضور میں پیش کیا گیا۔ رسم استقبال کے بعد اسے حکم ہوا کہ چنگیز خاں کی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر شراب پیئے۔ جس کا نام شہزادی لائی تان تھا۔ اور اس کے ساتھ آٹھ داشتہ لڑکیاں بھی تھیں۔ جن کو خواتین کہا جاتا تھا۔ جو قریباً ہر کھانے پر حاضر رہتی تھیں۔ ان کے چہرے خیرہ کرنے والے اور سفید تھے ان کے جسم خوبصورت تھے۔ ان میں سے چار سلطنت قن کی

شہزادیاں تھیں اور باقی چار تاتاریوں کی بیویاں تھیں ۔ وہ کا فر جمال تھیں اور چنگیز خاں کو ان سے بہت محبت تھی ۔"

اس بیان کے ہوتے ہوئے بھی یہ درست معلوم نہیں ہوتا کہ چنگیز خاں کو داشتہ عورتوں سے یا دوسری عورتوں سے زیادہ محبت ہو ۔ یہ حقیقت ہے کہ اس نے لمبی عمر پائی اور آخیر وقت تک اس کے جسم و دماغ کی تازگی باقی رہی ۔ اور موت سے تھوڑا عرصہ پہلے شکار کے لئے نکلنا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ جنسی تعلقات میں اس نے حد سے تجاوز نہیں کیا ۔ یہ کہنا مشکل ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ آیا چنگیز خاں نے کبھی کسی عورت سے محبت بھی کی ۔ لیکن مغل روایات میں یہ موجود ہے کہ حسین کولان سے جو قبیلہ مرکیت سے تھی اسے بہت محبت تھی ۔ ایک روایت ہے کہ چنگیز خاں نے اپنے خادم نایا کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ دوشیزہ کولان کو لائے ۔ دشمنوں سے ڈرتے ہوئے نایا نے تین دن تک کولان کو اپنے خیمہ میں چھپائے رکھا ۔ اور بعد میں چنگیز خاں کے حضور اسے پیش کیا ۔ جب چنگیز خاں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوا اور اس نے حکم دیا ۔ "نایا پر شدید جرح کر کے اسے قتل کر دو ۔" نایا کو تکالیف دی جا رہی تھیں ۔ اس کی تکالیف کو دیکھ کر کولان نے کہا ۔ "نایا نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ خان کا درباری ہے ۔ اور وہ دوسروں کے ہمراہ ہمیں خان تک پہنچا دے گا ۔ کیونکہ راستہ میں باغی سپاہی پھر رہے تھے ۔ اس لئے اس نے ہمیں اپنے خیمہ میں چھپائے رکھا ۔ اگر ہم نایا سے نہ ملی ہوتیں ۔ اگر اس نے ہمیں اپنے ہاں پناہ نہ دی ہوتی تو معلوم نہیں ہمارا کیا حشر ہوتا ۔ نایا کو تکلیف مت دو ۔ اگر حضور نایا پر رحم فرمائیں تو میں اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں کہ میری دوشیزگی کا امتحان کر لیا جائے ۔" نایا نے کہا ۔ "میں نے انتہائی اخلاص کے ساتھ اپنے آقا کی خدمت کی ہے اور ہمیشہ اسے اپنا فرض سمجھا ہے کہ اس کے لئے اچھے گھوڑے اور خوبصورت عورتیں تلاش کروں ۔ جو دور دراز ممالک سے حاصل ہو سکتے تھے ۔ اگر ثابت ہو جائے کہ اس خلوص کے علاوہ میرے قلب میں کوئی خیال ہو تو میں مرنے کے لئے تیار ہوں "

چنگیز خاں نے جواب دیا۔ "کولان عقلمندی کی بات کرتی ہے۔" اسی دن کولان کی دوشیزگی کا امتحان کیا گیا اور وہ دوشیزہ ثابت ہوئی۔ اس واقعہ سے چنگیز خاں کو اور بھی کولان سے محبت ہو گئی اور نایا کو آزاد کرتے ہوئے اس نے کہا: "یہ آدمی بے گناہ ہے اس کے سپرد بڑے بڑے کام ہونے چاہئیں۔"

چنگیز خاں میں رقابت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ اس لئے وہ اپنی بیویوں اور داشتہ عورتوں کی وجہ سے بہت رقابت محسوس کرتا تھا۔ ایک موقعہ پر جب کہ وہ اپنی دو بیویوں یسوئی اور یسوگین جو تاتاری النسل تھیں کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا تو یسوئی کی بے اختیار آہ نکل گئی۔ چنگیز خاں کو شک ہوا۔ اور رقابت کا جذبہ بھڑک اٹھا۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ یسوئی کے خیمہ کے قریب ایک نوجوان پکڑا گیا۔ جو چنگیز خاں کے حلیف قبیلوں میں سے نہیں تھا۔ چنگیز خاں نے جب اس کا پتہ وغیرہ دریافت کیا تو نوجوان نے جواب دیا: "میں یسوئی کا منگیتر ہوں۔ جب اسے گرفتار کیا گیا تو میں بھاگ گیا۔ اب جبکہ اس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ تو میں اپنی چھپنے کی جگہ سے نکل آیا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ اتنے لوگوں میں مجھے کون پہچانے گا؟" چنگیز خاں جانتا تھا کہ وہ تاتاری ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اس نوجوان کا سر قلم کیا جائے۔ اور موت کا حکم دیتے ہوئے اس نے کہا: "تم میرے دشمنوں کی اولاد سے ہو اور تم میری جاسوسی کرنے آئے ہو۔ میں نے تمہارے سب اقربا کو قتل کر دیا اور میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ تمہارے قتل سے ہچکچاؤں۔"

چنگیز خاں بعض دفعہ اپنے جذبۂ رقابت پر قابو بھی پا لیا کرتا تھا۔ مثلاً جب اس کی بیوی بورتہ پکڑی گئی۔ اور مرکیت قبیلہ کے لوگوں نے اسے گرفتار کر لیا تو وہ پہلوان چلگر کے سپرد کر دی گئی کہ وہ اسے اپنی بیوی بنا لے۔ جب بورتہ اسے واپس ملی تو چنگیز خاں پہلے کی طرح اس سے نہایت محبت اور عزت سے پیش آیا اور اسے ہی اپنی سب سے بلند رتبہ بیوی خیال کرتا رہا۔ صرف انہی بیٹوں کو جو بورتہ کے بطن سے پیدا ہوئے شہزادوں کا خطاب اور حقوق دیئے گئے۔

اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے داشتہ عورتیں رکھنے کے متعلق ایک واقعہ سے پتہ چلتا ہے

کہ چنگیز خاں بعض دفعہ اپنے کسی سخی جرنیل کو اپنی بیویوں اور داشتہ عورتوں میں سے کوئی عورت دے دیا کرتا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنی بیوی ایباگو جو جاگن بو کی بیٹی تھی اور ونگ خاں کی بھتیجی تھی۔ جور چیدائی کو دے دی۔ واقعہ یوں ہوا کہ چنگیز خاں نے ایک وحشتناک خواب دیکھا وہ اسی وقت ایباگو کے ساتھ سو رہا تھا۔ جور چیدائی پہرہ دے رہا تھا۔ چنگیز خاں نے ایباگو سے کہا۔ "یہ نہیں کہ میں تمہیں چاہتا نہیں یا تمہارے چال چلن میں کوئی خرابی ہے یا تم خوبصورت نہیں ہو نہیں یہ کہتا ہوں کہ تمہارا جسم صاف نہیں۔ میں تمہیں جور چیدائی کو اس لئے دیتا ہوں۔ کیونکہ اس کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ اس نے میدانِ جنگ میں اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر علیحدہ ہونے والے قبائل کو میری سلطنت میں شامل کیا ہے۔ تمہارے باپ جاگن بو نے جب تمہاری شادی میرے ساتھ کی۔ تو جہیز میں باورچی اشیق تیمور اور دو سو آدمی دئے تھے۔ اب جب کہ تم جا رہی ہو تو سو آدمی اور باورچی اشیق تیمور کو بطور یادگار میرے پاس چھوڑ جاؤ۔"

چنگیز خاں شکار کا بہت دلدادہ تھا۔ وہ اچھے گھوڑوں کو پسند کرتا تھا اور شراب کا بھی رسیا تھا۔ شراب پینے میں وہ ہمیشہ اعتدال کو مدنظر رکھتا اور فوجیوں میں بھی مدہوشی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے کبھی . . . شراب کو ممنوع قرار نہیں دیا۔ وہ کہا کرتا تھا "اگر آدمی شراب پئے بغیر نہ رہ سکے۔ تو اسے مہینہ میں تین دفعہ شراب پینا چاہیئے۔ تین دفعہ سے زیادہ پینا جرم ہے۔ دو دفعہ پینا تین دفعہ پینے سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ پینا اس سے بہتر ہے اور سب سے احسن یہ ہے کہ شراب پی ہی نہ جائے۔ لیکن ایسا آدمی کہاں ملتا ہے۔ جس نے کبھی شراب نہ پی ہو۔"

ایک دفعہ چنگیز خاں نے اپنے دوست اور ساتھی بغورچی نویان سے دریافت کیا۔ "آدمی کی سب سے بڑی خوشی کیا ہے؟" بغورچی نویان نے جواب دیا: "آدمی اچھے گھوڑے پر سوار ہو اور ہاتھ پر باز ہو۔ اور موسم بہار میں شکار کو جا رہا ہو۔ یہ سب سے بڑی خوشی ہے۔" چنگیز خاں نے یہی سوال باقی جرنیلوں سے بھی کیا۔ سب نے قریباً بغورچی سے ملتا

جلتا ہوا جواب دیا۔ چنگیز خاں نے جواب بات سن کر کہا "نہیں۔ انسان کی سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ دشمنوں کو شکست دے۔ اور انہیں اپنے سامنے بھگاتا ہوا چلے۔ ان کی املاک کو ان سے چھین لے۔ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں۔ ان کے گھوڑوں پر سوار ہو۔ اور ان کی بیویوں اور بیٹیوں کو بازوؤں میں تھام لے۔"

یہ چنگیز خاں کے مخصوص الفاظ ہیں اور اس کے کردار کو کافی حد تک اجاگر کرتے ہیں۔ صرف بہادری، شوکت اور طاقت یہ چیزیں اُسے لبھاتی نہیں تھیں۔ فتح میں جو چیز وہ پسند کرتا تھا وہ مالِ غنیمت تھا۔ جب انتقام کی آگ بجھ جاتی تو وہ دشمن کی املاک پر قبضہ جما لیتا۔ وہ کاہستان کا کامل سپاہی تھا۔ جس میں حصول کی خواہش بدرجہ اتم موجود تھی۔ املاک سے اسے بہت زیادہ وابستگی تھی۔

اس نے شاندار قوتِ ارادی سے ان تحریکات کو ضبط میں رکھا ہوا تھا اور انہیں اس طرح استعمال کرتا تھا۔ جس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرے۔ قوتِ ارادی اور ضبطِ نفس اور حالات پر قابو پانے کی صلاحیت اس کے کردار کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ وہ ہر جذبہ کے اظہار کے موقعہ اور محل کو سمجھتا تھا اور یہی وہ اپنے ماتحتوں میں پسند کرتا تھا۔ مغل روایات میں یونہی اس کی طرف یہ الفاظ منسوب نہیں کیے گئے کہ "اپنی روزمرہ زندگی میں ۲ سالہ بچھڑوں کی طرح رہو۔ لیکن میدانِ جنگ میں شاہین کی طرح جھپٹو۔ دعوتوں اور مجالس میں بچھیروں کی طرح بن جاؤ۔ لیکن میدانِ جنگ میں دشمن پر بازوں کی طرح حملہ کرو۔ دن کی روشنی میں گرگِ باراں دیدہ کی طرح ہوشیار رہو اور رات کی تاریکی میں کوے کی طرح محتاط رہو۔" چنگیز خاں خود بھی احتیاط کرنا جانتا تھا۔

چنگیز خاں سب کو اپنی بے پناہ قوتِ ارادی کے زور سے تسخیر کر کے اور اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر اس قابل ہو گیا تھا کہ اپنے غصہ کو روک سکے۔ اور جذبہ غیظ و غضب کو اپنی عقل کے ماتحت کرے۔ مثلاً وہ اپنے چچا کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ چچا کا نام داری تائی تھا۔ کیونکہ

اس نے اپنے بھتیجے کے خلاف ونگ خاں کی طرفداری کی تھی۔ لیکن بغورچی نے چنگیز خاں سے کہا:"اپنے قریبی کو تباہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے چولھے کی آگ کو سرد کر دینا ۔ آپ کے پاس کوئی نہیں جو آپ کو اپنے باپ کی یاد دلائے۔ لیکن یہ چچا آپ کے والد محترم کی یادگار رہ گیا آپ کے سینہ میں ایسا دل ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں" ان الفاظ سے چنگیز خاں کا دل پسیج گیا۔ اور اپنے دوست کی رائے سے اتفاق کر کے اپنے چچا کا قصور معاف کر دیا۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے قاضی وحید الدین سے چنگیز خاں کے تعلقات کو خصوصیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ چنگیز خاں اکثر قاضی مذکور سے اسلام کے متعلق استفسارات کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ چنگیز خاں نے قاضی سے کہا کہ خوارزم شاہ سے انتقام لینے کی وجہ سے اس کا نام ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ کیونکہ خوارزم شاہ حقیقی بادشاہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ڈاکو ہے۔ اس نے چنگیز خاں کے سفیروں کو مروا دیا اور یہ فعل کسی بادشاہ کے شایانِ شان نہیں اس کے مابعد چنگیز خاں نے قاضی سے سوال کیا۔ کیا اس کا نام آیندہ نسلوں میں مشہور ہوگا یا نہیں؟ قاضی وحید الدین نے سر جھکا لیا۔ اور کہا۔ وہ اس کا جواب دے گا اگر اس کی جان بخشی کا وعدہ کیا جائے۔ جب چنگیز خاں نے اسے اس کی عافیت کا یقین دلایا تو قاضی نے جواب دیا۔ اس کا نام لیوا کوئی نہیں رہے گا۔ کیونکہ آپ کے خدام سب کو قتل کر دیں گے جب قاضی نے اپنا فقرہ ختم کیا تو چنگیز خاں نے کمان اور تیر پھینک دئے۔ جو وہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے تھا۔ اور انتہائی غصہ کے ساتھ قاضی سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب قاضی نے ہیبتناک شہنشاہ کو اتنے غیظ و غضب میں دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ اب اس کی خیر نہیں اور ابھی اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہوں گے۔ لیکن تھوڑے وقفہ کے بعد چنگیز خاں نے اپنا رخ قاضی وحید الدین کی طرف پھیرا۔ اور اسے خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ اب تک تو وہ اسے ایک خردمند آدمی سمجھتا تھا۔ لیکن یہ الفاظ سن کر اس پر واضح ہو گیا ہے کہ قاضی پورا علم نہیں رکھتا۔ زمین پر بہت سے بادشاہ اور بادشاہتیں

ہیں۔ لیکن جو بھی سلطان خوارزم شاہ کو پناہ دے گا اسے تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ لیکن اجنبی قومیں اور غیر ملکی بادشاہ ہمیشہ چنگیز خاں کے نام کو محفوظ رکھیں گے۔

ہمارے پاس کافی شہادتیں موجود ہیں جن سے ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ چنگیز خاں کو اپنے غصہ پر ضبط حاصل تھا ——— وہ بعض دفعہ انتظامی غلطیوں اور فروگزاشتوں کو بھی بغیر سخت سزا دیے چھوڑ دیتا تھا۔ گو عام طور پر وہ ایسے مواقع پر سخت سزا دیتا تھا۔ مثلاً مغربی مہم کے دوران میں اس نے تین تومانوں کو جبی سوبدائی اور تاگوچار کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ کہ وہ سلطان خوارزم شاہ کا تعاقب کریں اور انہیں سخت ہدایات دیں کہ وہ گورنر ہرات ملک خاں امیر الملک کی املاک کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ جبی اور سوبدائی نے اس حکم پر عمل کیا۔ لیکن تاگوچار بہادر نے اس پر عمل نہ کیا۔ اس ممنوعہ علاقہ کا ایک حصہ تباہ کر دیا۔ جب چنگیز خاں کو اس کی خبر ملی تو چنگیز خاں نے پہلے یہ ارادہ کیا کہ تاگوچار کو حکم عدولی کے جرم میں قتل کرا دے۔ لیکن بعد میں اسے صرف ملامت کر کے چھوڑ دیا۔ اور اسے صرف یہ سزا دی کہ اسے فوج کی افسری سے محروم کر دیا۔

باوجود فوج اور سلطنت آہنی نظام قائم کرنے کے چنگیز خاں وسیع القلب اور مہمان نواز تھا۔ اور کاہستان کے امیر کی تمام خصوصیات اس میں اپنی پوری شان کے ساتھ موجود تھیں۔ چنانچہ چنگ چون دولت سنگ کا سفیر مسلمان اور الیغور کا استقبال اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ وہ غیر ملکیوں کے ساتھ اگر اس کا مفاد ان کے ساتھ وابستہ ہوتا تو وہ اپنی اعلیٰ خصوصیات کا اظہار کرتا۔

لوگ چنگیز خاں کو جابر، قاہر اور ایک مطلق العنان کے طور پر پیش کرنے کے عادی ہو چکے ہیں کہ چنگیز خاں نے اپنے عروج و ترقی کا خونیں راستہ انسانی لاشوں کے پہاڑوں اور متمدن شہروں کے انہدام سے تیار کیا۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہمارے ماخذ ہمیں چنگیز خاں کے مظالم کے متعلق بہت کچھ بتاتے ہیں اور اس کے سوتیلے بھائی

یکتر کے قتل سے لے کر اور بعد کی جنگوں کے قتل عام سب ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ان سب کو پڑھتے ہوئے اور اس کے کردار کے دوسرے پہلو دیکھتے ہوئے ایک محقق اسے ایک ایسا انسان سمجھنے لگتا ہے۔ جس میں نفسیاتی الجھاؤ پیدا ہو چکے تھے اور وہ ایک پراسرار شخص تھا۔ جس میں ایک خون کے پیاسے مطلق العنان اور ایک رزمیہ فوق البشر کے کرداروں کی آمیزش تھی۔ جس میں ایک تباہ کن وحشی اور ایک تعمیری رجلِ عظیم کی روحیں جمع تھیں۔ لیکن کیا یہ نقطہ نگاہ حقائق پر بھی پورا اترتا ہے۔

ان ماخذوں کا محتاط اور نقادانہ مطالعہ ایک غیر متعصب طالب علم کو یقین دلا دے گا۔ کہ چنگیز خاں میں ابتدا سے لے کر جب کہ وہ تموجن تھا اور بعد میں جب وہ چنگیز خاں اور منگولوں کا خان بنا۔ ۔ ۔ بے رحمی اور تباہی کا کوئی رجحان نہیں تھا۔ خواہ وہ کتنی ہی اعلیٰ استعداد کا مالک ہو۔ وہ اپنے زمانہ اور اپنی قوم کا آدمی تھا۔ اس لئے اسے اس زمانہ اور معاشرتی ماحول کے پس منظر پر پرکھتے ہوئے اس کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرنا چاہیئے۔ اور اسے دوسرے زمانوں میں منتقل کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے۔ تب یہ آسانی کے ساتھ سمجھ آجائے گا کہ بڑی سے بڑی جنگوں میں چنگیز خاں کی بے رحمی اور خونیں اقدامات نے کبھی اس کے ہمعصر اقوام کے سپاہیوں کے اقدامات سے تجاوز نہیں کیا۔ تمام اقوام کے فاتحین کی مانند چنگیز خاں اپنے اور اغیار کے سپاہیوں کو نہایت سفاکی کے ساتھ ہلاک کرنے کا عادی تھا۔ اگر اس کا مفاد کسی شہر کے انہدام سے وابستہ ہوتا تو اس شہر کے منہدم کرنے میں بھی اسے حلیق باق نہ تھا لیکن اس کے علاوہ کبھی اس نے وحشیانہ مظالم کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اور محض انتقام کے طور پر جنگی قیدیوں سے بے رحمی کا سلوک نہیں کیا۔ اس کے بعض ہمعصر جو اس سے زیادہ متمدن اقوام کے افراد تھے۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے جنگی قیدیوں کو طرح طرح کی تکالیف دے کر مروا دیتے تھے۔ اور ان کے ان وحشیانہ افعال کی تعریف کی جاتی تھی۔

ضبطِ نفس رکھنے والا، صاحبِ کردار اور خانہ بدوش چنگیز خاں اخیر وقت تک انہی اوصاف کا مالک رہا۔ وہ خون کا پیاسا اور قاتل نہیں تھا۔ وہ خوب جانتا تھا۔ کہ مہذب اور متمدن لوگوں سے خانہ بدوشوں کے مفاد وابستہ ہیں۔ ان مذکورہ مفاد کے ہوتے ہوئے وہ شہروں کو کیسے سفاکانہ طور پر منہدم کروا سکتا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ بعض دفعہ اس نے شہروں کو منہدم کروایا۔ لیکن پالیسی اور فوجی مصالح سے مجبور ہو کر۔

اس کی روزمرہ اور پرائیوٹ زندگی میں ہمیں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا۔ جس سے اس کی بے رحمی کی شہادت ملے۔ بلکہ اس کے برعکس ہمیں اپنے ماخذوں سے متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ چنگیز خاں وسیع القلب تھا۔ اور اسے ضبطِ نفس حاصل تھا۔ اس کی ان خصائص پر ہم کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ یکبزا اور دوسروں کے قتل جو چنگیز خاں کے حکم سے کئے گئے اس کی بے رحمی اور سفاکی کی شہادت نہیں دیتے۔ ان پر غور کرتے ہوئے ہمیں اس زمانہ کے حالات اور اخلاق کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ جرائم جو چنگیز خاں نے کئے۔ یا وہ کرنے کو تیار تھا وہ اپنے ماحول کے اخلاقی معیار کی تقلید تھی۔ اور ان مذہبی اور اخلاقی خیالات کا نتیجہ تھے جو اس کے قلب و دماغ میں بھرے ہوئے تھے۔ وہ ایک قدیم شامان اور خانہ بدوش تھا۔ اس میں ایک اخلاقی احساس بھی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو فلک، لازوال اور محافظ ارواح کے سامنے ذمہ وار خیال کرتا تھا۔ اس میں حصولِ املاک کا جذبہ اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

جنگ کے موقعہ پر چنگیز خاں چالیں بھی خوب چلتا تھا۔ دھوکے بھی دیتا تھا۔ لیکن اپنی پرائیوٹ زندگی میں اس میں ان باتوں کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ دوسرے لوگوں میں اخلاقی جرأت کو بہت پسند کرتا تھا۔ وہ بہت زیادہ حریص تھا۔

ایک طاقتور فاتح کی طرح اس نے بہت سی جنگوں اور محاصروں کی کمان کی تھی۔ اس میں ذاتی شجاعت بہت زیادہ نہ تھی۔ وہ ایک سپاہی سے بڑھ کر ایک کپتان تھا۔

اس کا رجحان نارومان انگیز شجاعت کی طرف نہیں تھا اور نہ اس میں جان جوکھوں میں ڈالنے کا مادہ تھا۔ جوانی میں تو ذاتی شجاعت ظاہر کرنے کا اس کے لئے موقعہ تھا۔ لیکن جب وہ خان کے رتبہ کو پہنچا تو اسے ہمیشہ ایسی حالتوں میں رہنا پڑتا تھا۔ جہاں اس کے لئے شجاعت کے ظاہر کرنے کا کوئی موقعہ نہیں تھا۔ وہ فوج کی نقل وحرکت میں رہنمائی کرتا تھا اور گھمسان کے جنگ میں فوج کی کمان کرتا تھا۔ لیکن سپاہیوں میں شامل ہو کر لڑتا نہیں تھا کیونکہ وہ بخوبی واقف تھا۔ کہ کمانڈر انچیف کا کام سپاہیوں میں شامل ہو کر لڑنا نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ بالا نویان . . . . نے سوال کیا: "آپ کو قوت کا مالک اور صاحب کردار کہا جاتا ہے۔ آپ کے ہاتھ پر فتح اور تسخیر کے کون سے نقوش ہیں؟"
چنگیز خاں نے جواب دیا۔ "سلطنت کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے میں گھوڑے پر سوار ایک سڑک پر سے گزر رہا تھا۔ چھ آدمی ایک پل پر گھات میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں جب ان کے قریب پہنچا تو میں نے تلوار کو نیام سے نکالا۔ اور ان پر حملہ کیا۔ انہوں نے مجھ پر تیروں کی بوچھاڑ کردی۔ لیکن ایک تیر بھی نشانہ پر نہ بیٹھا۔ اور میں بال بال بچ گیا۔ میں نے تلوار کے ساتھ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور آپ صحیح سالم آگے چلا گیا۔ واپسی پر میں اس جگہ سے گزرا۔ جہاں میں نے چھ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ ان کے گھوڑے بغیر سوار کے پھر رہے تھے۔ میں ان سب گھوڑوں کو ہانک کر گھر لے آیا۔"
یہ واقعہ چنگیز خاں کے نزدیک فتح کا نشان تھا۔ آسمان کا یہ فیصلہ تھا کہ چنگیز خاں اتفاقی اور ناگہانی موت کا شکار نہ ہو اس لئے اس نے سب دشمنوں کو قتل کیا اور ان کے گھوڑوں پر قبضہ کر لیا۔

وہ ہمیشہ اسی طرح اپنے آپ کو دیکھتا تھا۔ کہ فلک لازوال نے اسے اور اس کے قبیلہ کو سب پر اقتدار بخشا ہے۔ جس میں خانہ بدوش، اس کے پڑوسی اور دنیا کی اقوام شامل ہیں اس لئے یہ اس کا فرض ہے کہ اپنے پیروؤں کا اس طرح سے انتظام کرے

کہ وہ فتوحات حاصل کرکے فاتحین کی خوشی اور آسودگی حاصل کریں ۔ اس کے نزدیک اس کا فوجی نظام اور یاسا جہاں ایک قبیلہ کے نظم ونسق پر حاوی تھا ۔ وہاں ساری دنیا کی حکمرانی کے لیے کافی تھا ۔ اور اس کے بعد جو آدمی اس کا قائم مقام اور جانشین ہوگا . . . .

. . . . وہ اپنے متعلق اسی طرح کہے گا جیسا کہ چنگیز خاں کہا کرتا تھا : "فلک لازوال نے مجھے حکم دیا ہے کہ اقوام عالم پر حکمرانی کرو ۔" یہ تھا فلسفۂ حیات ایک وحشی "رجل عظیم" کا ۔ کہا جاتا ہے کہ چنگیز خاں کا قد لمبا تھا اور جسم مضبوط تھا اور آنکھیں بلی جیسی تھیں ۔